100 [illegible]

بعون صناع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان گویا

مطبع نامی منشی نولکشور مین بحسن زیبائش منطبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اوسکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات و دواوین اردو و کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان مین بڑے مقرب و حاضر جواب تھے۔

کلیات ناسخ - عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہین ا - شاہد عشرت - ۲ - سخن شعرا - ۳ - اشعار ناسخ - ۴ - مرغوب دل - ۵ - دفتر بےمثال - ۶ - گنج تواریخ - ۷ - چشمہ فیض - ۸ - قند پارسی - ۹ - زبان ریختہ - ۱۰ - قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر۔

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام۔

کلیات نظیر - اکبرآبادی۔

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین - ۱ - دیوان - ۲ - مثنوی عاشق صنم - ۳ - گھر بان - ۴ - شجرہ قادریہ۔

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت۔

کلیات ناسخ - دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی۔

کلیات آتش - طبعزاد سخنوران نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ۔

کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مردان علی خان بہادر۔

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔

کلیات میر تقی - استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین - ۱ - جلد اول و دوم یکجائی۔ - ۲ - جلد سوم و چہارم یکجائی۔

کلیات مومن خان - جدید الطبع۔

بہارستان سخن - اسمین تین استادون کا کلام ہے ہمطرح اور ہمقافیہ غزلین - ا - شیخ امام بخش ناسخ - ۲ - خواجہ بدر علی آتش - ۳ - مہدی حسین خان آبلہ بڑی معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے بہد نگر ترجیح بلا ترجیح کہنا زیبا ہے۔

دیوان رند مسمی بہ گلدستہ عشق - کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقار مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی۔

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ سخنور زمان

دیوان فوق - از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی فوق

بعون صانع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان گویا

بمطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائش منطبع ہوا

دیوان گویا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار میں ہو اگر ساقیا گلاب قلم — کھلے یہ غم سے نہی شیشۂ شراب قلم
عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم — کرے مداد سے کیونکر نہ اب خضاب قلم
قلم بناؤں جو منقار عندلیب کا میں — نہ بوستاں کا سوا پھر لکھے کتاب قلم
لکھا ہی وصف جو او سرو تیری قامت کا — بنا ہے مصرعۂ شمشاد کا جواب قلم
صفت لکھوں اگر او چشم نیمخواب کی میں — ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مست خواب قلم
خیال زلف میں مانند شاخ سنبل تر — ریاض فکر میں کہاتا ہی پیچ و تاب قلم
ریاض دہر میں ہی بعد رنج راحت بھی — کہ پھول کھلتے ہیں ہوتا ہی جب گلاب قلم
یہی اشارہ ہی اب چشم مست ساقی کا — کہ وصف کشتی مے میں چلے شتاب قلم
اگر مری گل مضمون کی وہ صفت پوچھے — صریر سے وہیں بلبل کو دے جواب قلم

کرے صریر سے وصف اوس رخِ کتابی کا
رکھے یہ نوک زبان مطلب کتاب قلم

یہ کیا ہی دخل کوئی بات بچ کے رہجائے
کہ مسیدہ ساری ہین مضمون اور عقاب قلم

نہ کام لکھنے سے ہی اے جنون نہ پڑھنے سے
رکھی ہی طاق پہ مدت سی یان کتاب قلم

خیال اگر خطِ مشکین کا ہو دمِ تحریر
تو بے مداد لکھے نامی کا جواب قلم

کیو فلک سے تصدق ہو مثلِ پروانہ
کہ وصف رخ سے بنا شمع ماہتاب قلم

بیاض چشم پہ لکھون مین حسرتِ دیدار
اگر بنے مژۂ دیدۂ پر آب قلم

لکھون مین دیکھ کے قلمین رخِ مخطط پر
کتابی چہرہ سے پیدا ہوئی کتاب قلم

نہین ہی ڈر مجھے روزِ حساب کا زاہد
نہ لکھ سکے گا مرے جرمِ بیحساب قلم

ہمارے خط کو اگر پڑھ کے یار ای قاصد
اوٹھائے ہاتھ مین اپنے بے جواب قلم

نہ چل سکے کبھی مانندِ پای خواب آلود
ہو بختِ خفتہ کی خوبی سے مست خواب قلم

صدای تار ہی نالِ قلم مین او مطرب
لکھی جو تیری صفت بنگیا رباب قلم

اگر لکھون صفتِ چشمِ مست ساقی مین
بنائے دائرون کو ساغرِ شراب قلم

لگائیگا مجھے نیزے یہی ہی بس تعبیر
دیے ہین یار نے مجکو میانِ خواب قلم

جو وصفِ زاغِ کمان لکھو اوشکار انداز
تو اپنے ہاتھ ہو صورتِ غراب قلم

مین وہ ہون ساغرِ معجز رقم سن او بلبل
صریر سے تری نالو نکا دے جواب قلم

اگر ڈبوئیے شنجرف مین پے تحریر
یقین ہی صورتِ گلگون چلے شتاب قلم

بھلا ہی فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے
زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

بس اب حضور مین کرتے ہین ایسے دو مطلع
ہر ایک جس مین ہو مصراع لاجواب قلم

مطلع

ہما ہوا ہی تری مدح سے وہ اے مولا | جو تیرے ہاتھ مین تھا صورتِ غراب قلم

صفت ترے دندان کی گر بیان کرے | زبان دھونے کی مانگے گہر کی آب قلم

لکھون مین شرح جو تیرے کلام رنگین کی | کرے مداد کو رنگینی سے شہاب قلم

ہی تیری مدح کا غفلت مین بھی خیال مجھے | لبانِ نبض ہی جاری میان خواب قلم

مین رشکِ گلشنِ جنت کہون نیستان کو | جو وصفِ شیرِ خدا مین لکھے کتاب قلم

لکھون ترے سرِ مجروح کا جو مرثیہ مین | تو جائے اشکِ سیہ روئے خون ناب قلم

ہوا ہے جب سے کہ تحریر دفترِ تقدیر | وہ تیرے ہاتھ مین ہی یا ابوتراب قلم

صفت لکھون مین اگر تیرے روے روشن کی | تو میرے ہاتھ مین ہو شمع ماہتاب قلم

لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز | کہ چوبِ خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم

ہوا تو دست تقبضہ نہ حرفِ حق کلمہ | زمین پہ تو نے رکھا یا ابا تراب قلم

تو تیرے دشمنِ موذی کا نام مین لکھون | تو کھائے سانپ کے مانند پیچ و تاب قلم

چلے گا تیرے عدو کے لیے جو صورتِ تیر | کمان کے خانے مین رکھے گا یا تراب قلم

صریرِ کلک سے ہو شور الامان پیدا | جو صفحے پر لگے لکھنے ترا عتاب قلم

لکھے جو وصف تری قہر شعلہ افشان کا | بنائے طائرِ مضمون کو بھی کباب قلم

صریرِ کلک سے زہرہ ہو آب آتش کا | اگر لکھے صفتِ شعلۂ عتاب قلم

تری نسیم عدالت سے اے کرم گستر | ریاض خلد مین ہوتا نہین گلاب قلم

تھا یہ تیری عدالت کا گرم بازار | کبھی ہوا نہ سرِ شمع ماہتاب قلم

الٰہی تا کہ رہے صفحۂ جہان قایم
جہان مین شاہ ولایت کے دوست ہین جتنے
جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ
علیؑ کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو
لکھا کرون مین سدا وصف ساقیِ کوثر
اگر مرون مین الٰہی تو خاک سے میری

الٰہی تا کہ رہے دہر مین کتاب قلم
بجز ثواب نہ اونکے لکھے عذاب قلم
تو اونکی سر کو کرے تیغ بو تراب قلم
تو روسیہ کرے اپنی طرح شتاب قلم
پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم
ہر اک کفن پہ لکھے نام بو تراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا
بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل
چمن مین کیجے اشارہ جو سوے نخل حنا
ریاض دہر مین پھریے تو سایہ کی صورت
چمن مین بات جو کیجے تو منھ سے پھول جھڑین
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا

بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے
شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
تو ساتھ اشارے کے انگلی برنگ مرجان ہے
مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
اب ان دنون مین یہ فیض بہار بستان ہے
نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہے

مطلع

5

خدا کے فضل سے جو تاج شاہ شاہان ہے
[illegible]
کہ جسکے شعر مین اصلاح شاہ دوران ہے
[illegible]
پڑھون حضور معلے مین اوسکے اک مطلع
کہ مین ہون غیرت خاقانی اور دو خاقان

مطلع

تو وہ ہے شاہ زمن ہند کے بہ جان ہے
فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہے
[illegible]
[illegible] عدالت ہزار احسان ہے
[illegible]
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

قلم مین لکھی ہے بالیدگی سی وحشت رقم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے

دکھا دکھا کے رخ زخم و زلف کہتی ہین گلگزار
اگرچہ ہر چمنستان یہ سنبلستان ہے

زمین پہ دھوکے سے دوڑائے ہاتھ گلچین نے
کہ اپنے سائے پر اوسکو خیال ریحان ہے

ہوا کے جھوکے سے اڈکر گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے

نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے

بجائی بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی
پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستان ہے

بجا ہی کہیے ہر اک گھر کو خانہ باغ اگر
ستون خانۂ شمشاد و باغ یکسان ہے

نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے

یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہے

سمجھ کے دار امان آئی ہے یہان خلقت
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے

سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانۂ شرف آفتاب تابان ہے

سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
ہر بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے

زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے

ہر اک صدف رخ دریا پہ ہے حباب آسا
کہ دست شاہ درافشان برنگ نیسان ہے

نہ کس طرح کہے اوسکو جہان شاہ جہان
زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

[illegible]

جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہو گزند / کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان ہے
دعائین دے کے تجھے شب کو سوتی ہے خلقت / ہر ایک در کے لیے دزد مثل دربان ہے
کسی غریب کے گھر تک بھلا کسب آئے چور / کمند موج لیے سیل بھی گریزان ہے
شہا ہے بازی ترے آگے تیغ بازی بھی / سر عدو خم تیغ گوی و چوگان ہے
فراز دست عدو کیون نہ سیکھے پاؤن سے / کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہے
خرید کیجیے کوڑی کٹار کی دے کر / متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہے
ترا عدو جو سکندر بھی ہے شہا بالفرض / تو ڈر سے صورت عکس آئنے مین وہ پنہان ہے
عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے / ترا وہ جذبۂ آہن ربای فرمان ہے
کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار / کہ جو ہے صید وہ قربان یہ تیری قربان ہے
بجائے پر نکل آئے ہین استخوان تن سے / ہمارے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے
کیا ہے حکم جو تونے نہ رہنے پائے شراب / خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے
اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر / کہ نام سے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے
لگے نہ بحر جہان مین کچھ اوسکا تھل بڑا / کہ بہر کشتی کیا ہے قہر تیرا طوفان ہے
یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب تمثیل / فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے
عوض مین غنچہ کے توڑین گلابیان گلچین / بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے
پیالے ٹوٹتے ہین آپ مثل جام شراب / ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے
لکھین جو تخت مرصع یہ تیری تعریفین + / تو خامۂ دو زبان آج گوہر افشان ہے

زمین کو دامن گلچین کیا ہے بھر بھر کر / نشان اوسکے یہ گل صبح کا نکلی افشان ہے
ترا سمند کسی دور سے دکھا کے نوک عزم / تمام عرصۂ دہر اوسکو تنگ میدان ہے
قدم قدم جو چلے وہ تو سب لگین کہنے / کبھی نظر سے نہان کبھی نمایان ہے
ثنا نہیں ہے یہ جو جو آسمان پہ ہلال / بتاؤن کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے
ترے سمند کے نقش سم ... / نشان نقش کا یون آج ...

یہ حلید رد ہے کہ پل مین نگہ سے غائب ہو
اگر کا نفی عدو کو ترے یہ ثابت ہے
جو دیکھون فیل فلک رتبہ کو ترے تو کہون
نہین ہین دانت کہ فرہاد کے ہین دست دراز

اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے
کہ دونون دانتون کو اک مشکل لانا یا ان ہے
برنگ کوہ یہ ای خسرو جہانبان ہے
نہین ہے سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھسے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
ریاض دہر مین جبتک رہے گل خورشید
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز
ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر
زمین فلک پہ یہ جبتک ثوابت و سیار
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر
سپہر آئے نظر جبتک کہ بازیگاہ
الٰہی تا رہے اور رنگ زرنگار سپہر
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم

بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہے
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے
اگر یہ ہے چمنستان وہ سنبلستان ہے
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے
ہلال و مہر مین تا لطف گوی چوگان ہے
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین
شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

... دندان لب جانان سے برابر
... لعل بدخشان سے برابر
... مژگان کے برابر
... جانان سے برابر
... گلستان مین
... مژگان کی محبت نہین جاتی ...
... ابرو جانان ... برابر

[illegible]

آنسو ہین رواں لب پہ ہے دم چاک گریبان
ہے کون ترے بے سر و سامان کے برابر

جب خال سیہ دیکھے رخسار پہ کیسے
ہندو کوئی بیٹھا ہے مسلمان کے برابر

چھالوں نے مرے پاؤں کے آنکھوں پہ جگہ دی
سمجھے ہین ہر اک خار کو مژگان کے برابر

وہ رشک پری جا کے جو گلگشت چمن کو
ہو تختۂ گل تخت سلیمانؑ کے برابر

پروانہ بنے فاختہ اور شمع بنے سرو
یار آئے تو ہو بزم گلستان کے برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن
ہے مطلع خورشید درخشان کے برابر

مطلع

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
نہرین ہین رواں روضۂ رضوان کے برابر

گل کھا کے بنا ہون مین گلستان کے برابر
نالے ہین مرے مرغ خوش الحان کے برابر

ہر چند کہ موزون ہے ترا سرو بھی قمری
لیکن نہ مرے سرو خرامان کے برابر

کہتا ہے خضر دیکھ کے سرخی ترے لب کی
خون کس کا ہوا چشمۂ حیوان کے برابر

قربان مری ایسی اسیری کے رہائی
یوسفؑ مرا آیا در زندان کے برابر

ایسا ہی جلا دیکھ کے تیرا قد و قامت
ہر سرو چمن سرو چراغان کے برابر

تم کشتون کے مدفن پہ جو آؤ تو سمجھ کر
لے جائے کوئی ہاتھ نہ دامان کے برابر

یہ عشق نے کیا آگ لگا دی ہے الٰہی
دوزخ بھی نہین سینۂ سوزان کی برابر

ہے موج ہوا تیر و کمان شاخ خمیدہ
بن تیرے ہر اک غنچہ ہے پیکان کی برابر

بوسہ وہین لے لونگا مسلمان ہون اے بت
عارض کو نہ کہیو کہین قرآن کے برابر

[illegible]

وہ بندہ ہون اسے میری خداوند کہ اپنا / سر کاٹ کے رکھدون ترے فرمان کے برابر

گر سو ہون زبانین مری پش لگی صد رگ / ہو شکر نہ تیرے لطف و احسان کے برابر

سر او جھکا زمین پر وہ دعا مانگون خدا سے / جو ہو پہنچے ابھی عرش کے داماں کے برابر

بخشی ہے ترے روز حمایت نے یہ طاقت / ہر طفل ہوا اب سام نریمان کے برابر

گلے مین جہان کوئی نگہبان نہین ہے / وان گرگ سے تاثیر ہے چوپان کی برابر

رہتا ہے شرر آب مین اب صورت مرجان / ہے شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو یا سنگ دم وزن / خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر

چورون کی طرح ہاتھ لگے دزد حنا بھی / اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر

دروازے کھلے چین سے کیا سوتی ہے خلقت / ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت / ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر

جو طوف ترے در کا کرے ہو وہی حاجی / تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال مین تحریر / ہو جائے قلم خنجر بران کے برابر

افسانہ کہون گر تری شمشیر دو دم کا / دشمن کو سلاؤن وہین میدان کے برابر

تلوار تری روز وغا برق نظر آئے / سر دشمنون کے قطرۂ باران کی برابر

گر کاٹ سناؤن مین تری تیغ دو دم کا / ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر

ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی / اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر

بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ / سایہ بھی ہے اک برق درخشان کے برابر

ہے اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید / ڈانٹے تو اگر اوسکو تو بس ہان کی برابر

جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا / بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر

اوڑنے مین اگر کہیے تو وہ رشک پری ہے / خصلت مین جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خلیفۂ سبحان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

خیال سنبل خط مین جلون ہوین وحشی
قلم کی طرح مرے نقش پا ہین تحریر

زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا
شکست رنگ سے کرتا رہا ہون تقریر

فتادگی مری سطور کلک قدرت تھی
جبین نقش قدم پر لکھا خط تقدیر

وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا شق بیتابی کی
صریر کلک یہ رکھتا تھا تہمت تقریر

نظر پڑی تری سنبل کی جیسے بیتابی
مژہ کی شکل ہے جنبش مین جوہر شمشیر

فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی
ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر

وہ کوہکن ہون کہ وہین ہو جو زخم کوہ کنی
تو آب تیشہ روان ہو بجائے جوئے شیر

رقیب دیکھ کے کٹتے ہین اسلیے ہمکو
کہ آب تیغ سے اپنی ہے خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسی کا دم بھڑک جائے
یقین ہے معجزہ لب سے بول اٹھے تصویر

مرے سبب سے جنون کا ہے سلسلہ باقی
قدم سے ہے مرے آباد کوچۂ زنجیر

کسی کے قامت موزون کا دھیان آ گیا
تو چاہیے غزل عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ مین ہون پیر
اک آفتاب ہے شکل سحر گریبان گیر

لکھون جو مینی و زلف و دہن کی مین اوصاف
کہین یہ سب سے الف لام میم کی تفسیر

کرو جو شرح جدائی تو ای کمان ابرو
جدا ہین لب سو فار سان لب تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ ای مجنون
دکھائی دیتی نہین صورت صدا زنجیر

۱۱

ہوا وہ تیر ترے اشارے سے جو ہو نا صاف
کھلا ہے ناخن ابرو سے عقدۂ تقدیر
ترے غضب کی صفت مین لکھا ہے جو مطلع
دو شش شور قیامت ہوئی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ قہر سے تیرے ہزار و ... تیر
ابھی ہو طائر رنگ حنا ملک نخچیر
کبھی جو وہ ترے بجائے ... اور جنگ ...
مثال طوق بنے ماہ نو فلک ہو اسیر

تیرے کرم کی بدولت یہ مال و زر ہے حقیر
کہ خاک در کی طرح پایمال ہے اکسیر

نہ کیون ہو صورت درج گہر دہان سوال
کہ تو ہے بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر

ترے کرم سے گدا بے نوا ہوئے ایسے
کہ مثل آب گہر ہو گئی ہے موج حصیر

زبسکہ ہے ترا دریای فیض طغیان پر
گدا نے آب گہر سے کیے ہین گھر تعمیر

ترے بہار کرم کا یہ فیض ہے جاری
نکلکے صفحے سے اوڑتی ہے بلبل تصویر

کیا ہے سرو کو آزاد تو نے گلشن مین
صفات بندہ نوازی ہو مجھ سے کیا تحریر

لگے ہین نخل تصاویر مین بھی پھول اور پھل
نہال ہین تری بخشش سے گلشن تصویر

غریق آب گہر ہے فقیر کی کشتی
ترے کرم سے ہوا پایانی ابر مطیر

طلب جو کرے کوئی مشک اوسکو بخشی عنبر
جو شال مانگے کوئی بخشدی اوسے کشمیر

جو دیکھی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش
گدا کو کاوزمین دے بجائے کاسۂ شیر

پڑھو اک اور بھی مطلع تری صفت مین غلام
ثنا اگرچہ ہے قاصر عرالب تقریر

مطلع

یہ ہے ترے در دولت کی خاک کی تاثیر
کہ جس فقیر کو دیکھو ہے صاحب اکسیر

لکھے گا منشی گردون کچھ اپنا حال تجھے
ترا وہ رتبہ ہے اے آفتاب عالمگیر

یہ کہکشان کا نہین خط فلک کے صفحہ پر
کہ عرضداشت کی مداوسنے کی ثنا تحریر

وہ تیری مدح و حفاظت مین اب لکھو مطلع
کہ جسکا مطلع ثانی ہے مہر عالم گیر

قصیدہ

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین
نگہ کو تا مژہ ہوئی آنے مین تاخیر

فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طے وہ کرے
تری سمند کو کیونکر کہون نہ عرش مسیر

جو دیکھے اوسے نام خدا تو اوڑتا ہے
بجا ہے رنگ پریدہ کے گر کھچے تصویر

اوسے ہی تار نگہ تازیانے سے افزون
جو دیکھے تو نکلجائے صفحے سے تصویر

سوار فیل یہ دیکھین تجھے تو سب یہ کہین
کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر

لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون
قلم نے آج تلک جو کیا نہو تحریر

جو فیلبان ہی فرہاد تو ہے تیشہ کمک
پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمہ شیر

یہ جلد رو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز
اگرچہ سطر مین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ وہ محل کیا ہے تری مدح کرسکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شاالبب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ اپنے اے مولا
کہ تو ہے شاہ زمن مین ہون تیرے در کا فقیر

الٰہی تارہے قائم یہ آسمان و زمین
الٰہی تاکہ رہے آفتاب و ماہ منیر

فلک پہ تارہین اختر زمین پہ آدم زاد
الٰہی تاکہ رہے برق و رعد و ابر مطیر

مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو
ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر

نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جبتک
سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر

کمان چرخ تری دوست کی ہو حلقہ بگوش
ترے عدو کو لگا دے شہاب ثاقب تیر

الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے
کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

۱۳

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا ہین آئینہ وار	کہا خرد نے کہ اے سادہ لوح جنس نگر
بہار فیض سے اوسکے ہے یہ جہان گلشن	ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر
محیط پنجۂ مرجان بھی ہی نکالے ہاتھ	سخی بھی دست سخا کے ہین اوسکے دست نگر
تمام خلق کو اوس نے زبس نہال کیا	بہ رنگ غنچہ ہے مفلس کی مشت مین بھی زر
پڑھون حضور مین اب لاجواب ک مطلع	اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر	کہ پھل قور کھتی ہے تلوار اور پھول سپر
ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندۂ جاوید	یہ کیا ہے دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر
فقیر در پہ ترے ہو گیا بنا وہ غنی	کہ تیری خاک قدم مین ہی کیمیا کا اثر
نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا	نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر
ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی	جو نکلے آنکھ سے آنسو وہین بنے گوہر
ہلال بنتا ہے تسلیم کو مہ کامل	صباح آتا ہے مجرے کو خسرو خاور
نگاہ گرم سے گلشن بہ رنگ مجمر ہو	شمیم لطف سے بنجائے مثل گل اخگر
جہان کو ہے یہ تری چشم پرورش سے فیض	کہ طفل اشک کو دامن ہی دامن مادر
ترے تو عہد مین غم بھی یہ راحت جہان ہے	کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہے شمع روشن تر
مثال سرو ہے شمع باغ ہو محفل	کرے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

۱۵

ہوا ہے آتشِ گل سے یہ عالمِ گلزار
کہ نخل طور ہین گلشن مین اک قلم اشجار

عجب ہی نام خدا لطف رنگ خاکِ چمن
حنائی ہوتے ہین پای بتان دمِ رفتار

نسیم گل مین ہے تاثیر معجزۂ عیسیٰؑ
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار

خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین
کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو
عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہو گلرخسار

جو گرد باد اوٹھے باد سے بنے وہ سرو
چلے جو باد خزان بھی تو ہو نسیم بہار

چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر
تو صفحے سے وہ نکلجائے ہے یہ جوش بہار

جو باد صبح بناگوش مین کرون مین آہ
زبان تک آتی ہی آتے بنے نسیم جہار

زمین تو غیرت آئینہ ہے عجب کیا ہے
لگے جو بو لئے طوطی سبزۂ گلزار

اوگا ہی خندۂ گل تخم اشک بلبل سے
کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار

لبان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے
رکھین جو شاخ ثمردار پر عصا ہون بار

خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی نزاکت سے
ہوا ہی رنگ بھی اپنا گلون کے اوپر بار

کہین نظر کے نہ صدمی سے نیلوفر ہو جائے
نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبل زار

یہ پاس ناز کی شاخ گل ہے گلشن مین
کہ دم چرائے ہوئے پھرتی ہی نسیم بہار

برنگ عارضِ خوبان ہین صاف دیوارین
مثال گیسوی محبوب سایۂ دیوار

شراب اوس ہے گل جام غنچہ مینا ہین
نسیم لاتی ہے گردش مین اونکو ساقی وار

چمن مین پھرتی ہی مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی
کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن — حیات مین ہون لبہان صدف ڈر شہوار
لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو پارہ ہو — قدم کے فیض سے اکسیر ہووے گرد و غبار
صبا کرے جو ترے جود کا چمن مین بیان — تو گل صدف بنے شبنم بنے در شہوار
کرون مین عرض وہ رنگین مطلع ثالث — کہ جسے برگ گل تر ہزار کیجے نثار

مطلع

ترے سحاب کرم کا جو دشت مین ہو گذار — تو شاخ مین آہوؤن کی سبز ہو کر لائین بار
زمین پہ ہاتھ جو تو دھو دے ای سحاب کرم — تو آب خاک کو کر دے ملا کے دست افشار
جہان اہل جہان تیری زیر دست ہین سب — زمین پہ دست سخاوت ترا ہے ابر بہار
ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر — مثال قیصر و خاقان ہین تیری خدمتگار
جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہین سلیمان ہے — ہون دست بستہ کھڑی انس و جن یمین و یسار
اگر بلندی اقبال کا نظارہ کرے — سر فلک سے گرے آفتاب کی دستار
شہا تو ظل الٰہی ہے اور خلیفۂ حق — قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہووے عرش وقار
چلے رکاب سعادت پکڑ کے افریدون — بجا ہے کیجیے جو دارا کو غاشیہ بردار
رکھا جہان کہ قدم تو نے ای سحاب کرم — بنا ہی ابر در افشان زمین سی اوڈھکے بخار
ہر اک صدف ہی تھی اب لبسان درج جواب — ترا جو دست سخاوت رہا ہے گوہر بار
کرے نہ جیب سحر چاک بخیہ خورشید — شمیم زلف جو ہو تیری حامی شب تار

نہین بناتا ہی پا او سکے خوف جولان سے
نہ گرد کھینچ لے جب تک کہ چرخ سی دیوار

گر اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی
تو شکل برق بنے بھر مرا لب اظہار

عیان ہے مانگ شبِ قدر سر کی چوٹی سے
طلوع صبح ہے اوسکے جبین پر انوار

ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے
ہے اوسکی گردن موزون پہ بال سی یہ بہار

دم سیاہ ہی یون جلوہ گر سر نو نسرین
کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شب تار

پھر آئے روی زمین سب وہ گام اول مین
کہ جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے پرکار

یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا
لگائے ساز مین مطرب جو موی بال کا تار

شہا صفت تری توسن کی مجھسے کب ہو بیان
خوشا وہ مرکب عالی کہ جسپہ تو ہو سوار

سوار ہووی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہی اور وہ شب تار

جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہی گھٹا
کہین چمک گئی بجلی جو دیکھ لین رفتار

اگرچہ دائرے حلقے ہون سطرین ہون زنجیر
نہ ٹھہرے لیتے بھی مضمون تیزی رفتار

جو پانی پھیکے وہ خرطوم سی کہین دہقان
ہماری کشت پہ برسا ہے آج ابر بہار

کرون دعا پہ قصیدے کو ختم اے گویا
کہ مدح کر نہین سکتا مرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین
مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان یکبار

الٰہی تا ہی گلزار خلد و باغ جنان
چمن مین پھرتی رہی جبتلک نسیم بہار

بگوش دل سنین جبتک سخن کو صاحب فہم
صدف مین قطرۂ نیسان ہوتا در شہوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خون رووُن چشم زخم سے مین تری یاد مین
یارب نشانہ ہون تری الفت سے تیر کا

دل ہر پریدہ برق تری ذوق شوق مین
عالم ہو میری چشم مین ابر مطیر کا

روشن ہو تری یاد سے دل مثل آفتاب
عالم جبین مین ہو سجدہ کے ماہ منیر کا

سلطان مرسلین کی گویا صفت کرون
کیا منھ بھلا ہے مجھ سے فقیر حقیر کا

تصور تھا جو وقت مرگ اک لیلی شمائل کا
مرے تابوت پر دھوکا ہوا مجنون کو محمل کا

وہی تھا جسکو مین سمجھا مین تو اک مدت تک
زہے غفلت رہا مین مدعی دعوای باطل کا

تعلق ہوئے دامنگیر سالک کا یہ ممکن ہے
نہین اب روان کو خوف موجونکی سلاسل کا

نہین ہر علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی
تڑپنا آپ ہی اوستاد ہی تعلیم بسمل کا

نہ اک یاد سے غافل نکر اس تلخ جانکی کو
کہ نور ذکر رونق بخش ہے اس مہرۂ گل کا

لبسان اشک بے تاثیر مین اس کشت عالم مین
ارادہ مبر دانے کی نرکھے کوئی حاصل کا

نہین ملتی ہے ہاتھون کو گریبانکی کبھی فرصت
پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محمل کا

ہویدا ہے سواد منزل مقصود زاہد کو
نہ ہوئے جا کعبے کو جو نابلد ہے وادی دل کا

سینہ زندان تن ہے روح صافی کیون نگھبرائے
ملک کو کسطرح خوش آئے مسکن چاہ بابل کا

نکھیون سے سو دریا تشنگی مین بیدلی سے
اگر مین غرق ہون دامن کبھی پکڑون شمائل کا

بھرا ہے جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
یہ مینائے فلک شیشہ ہے اک زہر ہلاہل کا

ازل سے چلتے چلتے گور تک پہونچی ہین مشکل سے
کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کی منزل کا

برنگ خوشۂ انگور تھین لاکھون گرہ دل مین
کھلا اک جام سے ساقی کے عقدہ میری مشکل کا

زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے
نظر کی بند پردہ اوٹھ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریائے الفت سے
یہان قربت ہے تشنہ خشک لب رہتا ہے ساحل کا

[illegible]

مین مانگے جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو
زمین پر یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہے
تو وہ ہی شمع رو تجھسے اگر تشبیہ دیتا ہون
الٰہی زلف سے آئینہ رخ صاف کہ بیٹھے
شب فرقت کا گر وہ حال پوچھے کیسوا ای قاصد
جو وحشت مین قدم رکھون زمین پر آسمان کانپے
تنگ ایسا غم فرقت سے ہون [illegible]
جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بھی دکھاؤنگا

وہان زخم سے مین کام لون ابھار سائل کا
قدم ہی عرش پر پڑتا مرے خورشید منزل کا
فلک پروانہ بنتا چراغ ماہ کامل کا
کہ ہے بیجا الجھنا ہر کسی سے کام جاہل کا
بہت رویا بہت تڑپا بہت تڑپا بہت بلبلا
ہلادی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا
بنا دی [illegible]
وہان زخم سے لیوےگا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہی وہ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھسا دیوانہ پیدا نہو گا
نہ دیکھا ہو جسنے کبھی اوسکے آگے
گیا ہو گا گلگشت کو جبکہ وہ گل
قیامت کے منکر جو ہین ای ستمگر
کبھی اسکی ہمسے بنجائیگی ہرگز

ہوا ابھی تو پھر ایسا رسوا نہو گا
ہین لن ترانی سناتا نہو گا
تو گلزار پھولا سمایا نہو گا
ترے قد و قامت کو دیکھا نہو گا
فلک جب تلک غوب سیدھا نہو گا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

غزل ۱۹

اور گویا سکا وہ کیا کسی کا
ایک [illegible] سر کٹا وہ قندیل [illegible]
پر گیا ہے عکس اوسکے رو جو تیرے گال کا
ماہ کامل بن گیا ہے چاند تیری ڈھال کا
اور پری پیکر مین دیوانہ ہون تیری چال کا
طوق ہو میرے گلے مین حلقہ زلفِ ال کا
گرم رفتاری وہ اوپی دیکھکر
حال دل لب [illegible] حلقہ مری [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۰

بان ملک رویا کہ ہو گیا تا فلک مدیا اشک
دیکھکر داغ دل سوزان حرا نالان ہوا
جو اوٹھاتا ہے طمع سے ہاتھ وہ بی رنج ہے
پانو مین پہنا جو تو نے ماہ کامل بنگیا
جب تری منہ سے دھوان نکلا بنا ابر بہار
مت چھپا رخ کو لب بام فلک بے نور ہے
اسقدر دلچسپ ہے شکل اوسکی گر دیکھا عکس
دیکھ لیتا ہون جو مہرومہ کو بارہ مرتبہ
جو کہ دنیا مین ہے وہ پستا ہے تیری چال پر
قتل کر نیکو جو آیا ہو گئی بس ہمکو عید

عقرب گردون پہ دھوکا ہو گیا گھڑیال کا
آفتاب حشر کو دھوکا ہوا گھڑیال کا
طائر رنگ پریدہ کو خطر کیا جال کا
تھا بر رنگ ماہ تو حلقہ تری خلخال کا
دم مین کھلجائیگا غنچہ بھی تری مسنال کا
مہرومہ مین بن تری عالم ہوا تمثال کا
نقش ہو آئینۂ تصویر مین تمثال کا
پھر تو ہوتا ہی یقین اوس دن کے بیچ کو سال کا
باغ عالم مین ہر عالم سبزۂ پامال کا
تیغ قاتل کو مین سمجھا چاند ہے شوال کا

پانون پڑتے ٹھوکرین کھاتی گئی گویا کی عمر
نقش پاے یار ہے نامہ مرے اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز اسمین تیری چال کا
مردی جی اوٹھتی مین سنکر ہے یہ طرز گفتگو
ابر کہتے مین جسے ہے سایہ مژگان تر
خون ناحق لے نہ سر پر مہندی ہاتھون مین مل
چاندنی کا دنکو بھی زخمی ترے گھوڑا مین خوب

اب زمین شعر مین بھی خوف ہی بھونچال کا
ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم جال کا
دامن دریا ہے اک گوشہ مری رومال کا
دل پسا جاتا ہی او ظالم تری پامال کا
پر تو افگن ہے زمین پر چاند تیری ڈھال کا

[illegible]

کون سویا تھا کھول کر زلفیں — تارِ سنبل ہے تارِ بستر کا
اوسنے صندل لگایا ماتھے پر — درد دونا ہوا مرے سر کا
کیا بنائی کمان ابرو کی — چوسیے ہاتھ اوس کمانگر کا
طائرِ جان کو نامہ بر کیجے — کون احسان لے کبوتر کا
کھو ابرِ بہار سے آئے — دیکھ لے جوشِ دیدۂ تر کا
وہ پری رتبہ مین سلیمان ہے — نقشِ پا آئینہ سکندر کا
خالِ مہرو سے دی ہے جو تمثال — ہے فلک پر دماغ اختر کا
زخم پانی چراتے ہین ظالم — مین وہ پیاسا ہون آبِ خنجر کا

داغِ دل گرد کھاؤن اے گویا
ہو گمان آفتابِ محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہے ہمکو حلقہ دام کا — ہر کفِ صیاد مین دانہ تمھارے نام کا
گر کبھی ہمچشم ہو چشمِ بتِ گلفام کا — پوست کھینچا جائے اس تقصیر پر بادام کا
کھل گیا گیسو جبین مین گر بتِ گلفام کا — موجِ بوئے گل نہین عالم ہو گیا گلدام کا
آنکھ پڑتی ہے جو اے صیاد ہر نخچیر کی — آنکھ کا ڈورا ہے کیا ہر ایک ڈورا دام کا
مجھ مین اور اوسمین اب ایسا ہے ہجومِ اختلاط — دخل ہو سکتا نہین ہے بیچ مین پیغام کا
بھول جائے اپنا بل کرنا ابھی شاخِ غزال — پیچ دکھلا دی جو تو گیسوئے عنبر فام کا
تھی یہ الفت چشمِ جانان سے مجھے طفلی مین بھی — شیر کے بدلے سدا شیرا پیا بادام کا

۲۷

حق یہ سر کٹوا دیا ہے اب تو بیخ دیکھ لو / ظن ناحق ہے جو سر کاٹا گیا منصور کا

مثل دوزخ جسم سے جنت مین اٹھتا ہی دھوان / بعد مردن بھی یہ عالم ہے تن محرور کا

وصل کا وعدہ وہ کب لکھتا ہی نامہ مین مجھے / نام وصلی پر نہین لکھتا ہے مجھ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہے ذلیل / حوصلہ تو دیکھیو گو یا ہے بے مقدور کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور کا / زخم ہے ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا

وصف گر لکھون مین اوسکی عارض پرنور کا / ہاتھ مین میرے قلم بنجائے شعلہ طور کا

دیکھ لے آ کر زمین کے آسمان بنتا ہی خم / خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا

اشک مثل آبلہ ہین اور مژہ ہی چشم خار / ضعف سے اب چشم کی گردش خم ہر دور کا

جا ہی حق پڑھنے لگین زاہد انا الحق جذب سے / رشتۂ تسبیح گر ہو پنبۂ منصور کا

جس نے دیکھا بس وہین رونے لگا مانند زخم / چشمۂ خورشید ہے چشمہ مرے ناسور کا

جام مے بے یار ہمکو آفتاب حشر ہے / قلقل مینای ساقی ہے صدای نالہ صور کا

لب کبھی شکوے سے اپنے آشنا ہوتی نہین / ہو زبان شکر ہر اک زخم مجھ مشکور کا

جل گیا وہ طور بھی جس کوہ پر نالان ہوا / نالۂ سوزان شعلہ ہی چراغ طور کا

شمع سان سو بار سر کٹ کر دوبارا پیدا ہوا / لو جگر او ترکے سینہ چھلکا را ہوا ہر دور کا

اپنے ہر مرکو ہو وہ دیکھے نگاہ مست سے / ہو ہر اک موتی ہین عالم دانۂ انگور کا

ابر جوش گان تر ہے برق آہ شعلہ بار / بیقراری سے یہ نقشہ ہی ترے رنجور کا

جانانہ قاتل کی سپر کا جب عیان ہو جائیگا
جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہو جائیگا

جی نکلجائیگا تن سے تو گیا صیاد اگر
طائرِ جان دیکھنا بے آشیان ہو جائیگا

حسن روز افزون دکھائیگا جو زہرہ یوسف جمال
پیر مانندِ زلیخا پھر جوان ہو جائیگا

سوت جب نزدیک آئی پھر ہلا اوس سے تو کیا
فائدہ گردہ ہوا تو بہ زبان ہو جائیگا

مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ تربت پر مری
ابرِ حسرت کا سترِ سائبان ہو جائیگا

وصفِ قاتل کا کرونگا مین ہان زخم سے
ٹوٹ کر گر رہگیا خنجر زبان ہو جائیگا

اے معلم مت پڑھا اوس طفل کو زیر و زبر
جنبش لب سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

ہو گی تفون سے صفائی روی جانان کی سبب
صلح ٹھہری گی جو قرآن درمیان ہو جائیگا

جلوہ فرما ہی جو اب تیرے لب شیرین کے پاس
سبزۂ خط طوطی شیرین زبان ہو جائیگا

کھول دینگے شعلہ رو زلفین تو رویگا جہان
آنکھ سے نکلین گے آنسو جب دھوان ہو جائیگا

نیست ہو گا آسمان ہو گی زمین سے سر بلند
میرے نالون سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

جو ہوا کامل وہ کرتا ہے خموشی اختیار
ماہ تو جب بدر ہو گا بے زبان ہو جائیگا

آستانِ یار چھوٹیگا نہ بعد از مرگ بھی
سنگِ مدفن مجھکو سنگِ آستان ہو جائیگا

دل جلا تو ہو گا قالب پر ستر دود دل
آگ بھڑکے گی وہان اونچا دھوان ہو جائیگا

سرخ ہو بات اوسکی چولی کا نظر آیا اگر
وصل مین مجھکو شب نوروز کا گمان ہو جائیگا

شور ہو گا چار سو اے یار المشتاق کا
اک بدم بھی تو جو نظرون سے نہان ہو جائیگا

ایک اک ہو نیگے ہزارون اوسکی بو لینے کے ہم
زائد ہو گا بہت شور زبان ہو جائیگا

یہ اندنون [illegible] پسند ہوا
مرا جو سایہ جدا مجھ سے [illegible] پسند ہوا
وہ ناتوان ہوں [illegible] پسند ہوا
جو روز جمعہ در میکدہ نہ بند ہوا
خراب ہی رکھے میں [illegible] پسند ہوا
[illegible]
بنا تھا یار مری استخوان کا کیا سوفار
تمہارے زلف [illegible] پسند ہوا
کمان بھی دیکھ کے [illegible]
میں وہ ہوں [illegible] پسند ہوا
ملا دیے لب ساقی سے لب [illegible]
شراب پی کے میں بیہوش ہو [illegible] ہوا

پھر ترے قد کا خیال آنے لگا گلشن میں	نخل ماتم مجھے پھر سرو گلستان ہوگا
پھر کسی آئینہ رخسار سے الفت ہوگی	صورت آئینہ پھر دل مرا حیران ہوگا
زعفرانی کسی تلوار کا پھر ہے رومال	پھر ہر اک زخم مرے جسم کا خندان ہوگا
چاہ پھر تیری جھکائیگی کنوئیں اے یوسف	پھر یہ دل شیفتۂ چاہ زنخدان ہوگا
پھر لکھونگا تری رفتار کی خط میں تعریف	نامہ بر پھر مرا یہ کبک خرامان ہوگا
گھر میں دل پھر مرا گھبرانے لگا آپ سے آپ	اے جنون پھر یہ مکان خانۂ زندان ہوگا
پھر ہوا عشق ترے ناوک مژگان سے مجھے	پھر عوض دل کے مری سینے میں پیکان ہوگا
یاد پھر یار کی تڑپائیگی بجلی کی طرح	ابر پھر ساتھ مرے رونے کو گریان ہوگا
پھر مری نالوں سے ہو جائیگا محشر برپا	چاک پھر صبح قیامت کا گریبان ہوگا
پھر خوش آتی ہے مرے دل کو شب ماہ کی سیر	عشق پھر چاند سے مکھڑے کا دوچندان ہوگا
پھر ہوا جوش جنون جاؤنگا پھر صحرا کو	پھر ہر اک آبلے میں خار مغیلان ہوگا
مجھ سے پھر مرنے پہ خوش چشم کریگی کاوش	سبزہ پھر قبر کا پامال غزالان ہوگا
پھر طبیعت مری آنے لگی اک کافر پر	پھر نہ دل ہوگا نہ دین ہوگا نہ ایمان ہوگا
پھر مزا عشق کا چکھیں گے مرے زخم جگر	ہاتھ میں پھر مرے قاتل کے نمکدان ہوگا

ان دونون پھر مجھے گویا جو ہے چسکی سی لگی
پھر ارادہ طرف ملک خراسان ہوگا

یہ مرکے عار خلائق میں درست ہوا | کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

[illegible]

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو شوق تھا نشتر کا مشتاق گلا تھا خنجر کا
لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین ذرا روئے تو کیا تڑپا تو کیا
بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نہ تو صدمۂ کوہ الم اوٹھا او زرا یہ ہون تنکا نہ ہلا
مجھ سے تو سنا اے کاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تڑپا نہ تہ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تھا پاس ادب قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کہتا تھا ہو اوس سے وصال مرا یا جلد کہین ہو وصال مرا
تھا خواب مین بھی یہ خیال مرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مینہ ہاے نہ برسا تیرون کا اور اون ابری شمشیرون کا
کچھ بس نچلا تدبیرون کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سے سودا نہ بنا
نہ تو مول لیا نہ تو آپ بکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی جیسے ہو بچا نہ سکا

۲۵

نہ وا ابرو مژگان سے تری کاوش کی
تیر نے برچھی نے تلوار نے نہ سونے دیا

٢٦ دیوان گویا

نغمہ سازنے وان شب تمہین بیدار کیا	یان ہمین آنسوؤن کے تارنے سونے ندیا
سو گیا شب کو جو مین اوسنے جبین ٹھکرائی	میرے طالع کو مرے یارنے سونے ندیا
جیتے جی سمجھے تھے آئے گی عدم مین ہمین نیند	سو خیال دہن یارنے سونے ندیا +
تیغ نے اوسکے گلے لگ کے سولایا مجھکو	کیا ہوا ساتھ اگر یارنے سونے دیا
خار کو بے کفِ پا میرے نہ آرام آیا	پاؤن کو آرزوِ خارنے سونے ندیا
یارنے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئے	پر مرے طالع بیدارنے سونے ندیا
اوسکی آنکھون کے تصورنے اوڑادی مری نیند	اپنے بیمار کو بیمارنے سونے ندیا
وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکے عوض	عمر بھر چرخ جفاکارنے سونے ندیا
تمہین نیند آئی نہ وان فکر حنابندی مین	یان ہمین دیدۂ خونبارنے سونے ندیا
ہی یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند	ہمکو یادِ قدِ دلدارنے سونے ندیا
بال سا آنکھو مین کھٹکا کیا میری شب ہجر	یادِ موئے کمرِ یارنے سونے ندیا
جلد تلوار اوٹھالی مرے سر پر رکھکر	سایۂ تیغ مین بھی یارنے سونے ندیا
ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منہ دکھلا دے	خیر گذری جو غمِ یارنے سونے ندیا
قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اونکو	پر مجھے چرخِ ستمگارنے سونے ندیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین **گویا**
نالۂ بلبل گلزارنے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا	نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین انسان کو قتل
ہمسے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہ ہوا

زور سے زیر کیا چاہیے نفس بد کو
آپ سے خر تو کبھی مائل پالان نہ ہوا

سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہ ہوا

آسیا آرد سے خالی ہے فلک کی یارو
اس سے کوئی کبھی منت کش دندان نہ ہوا

عشق کا بار اوٹھا تب مری گردن پہ رکھا
حامل اس بوجھ کا جب گنبد گردان نہ ہوا

برق وش جب مجھے وحشت نے اوڑایا پایا
اک قدم ملک دو عالم مرا جولان نہ ہوا

سینۂ گرم مرا خود ہے تنور روشن
مین کسی سے کبھی منت کش ارکان نہ ہوا

عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی
کبھی آلودۂ غش دامن پاکان نہ ہوا

اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہمکو
اس سے آسودہ ہمارا دل نالان نہ ہوا

دیکھکر کون تری چہرے کو حیران نہ ہوا
کسنے دیکھین تری زلفین جو پریشان نہ ہوا

یکسان نہ مین ہوا خنجر قاتل سے شہید
کوئی جز زخم مری لاش پہ گریان نہ ہوا

جب مین سمجھا کہ یہ ہی سایۂ گیسوی دراز
پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہ ہوا

ہم وہ بلبل ہین قفس مین ہی رہے ساری عمر
گذر اپنا تو کبھی سوئے گلستان نہ ہوا

اس تمنا مین ہم افسوس ہوئے سودائی
تیری ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہ ہوا

جبتلک باندھو نہ خورشید رخون کا مضمون
مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہ ہوا

ابر مین کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہ ہوا

[illegible]

وہان شکوہ وار سہا ہی درد ہجر جانان کا
کوئی مرہم نہین ہے جز وصل مین زخم نمایان کا
تصور یار کا بندھتی ہی خیال [illegible] جلوہ مہر تابان کا
اور کی نرگس سے شبنم [illegible]
دہن مین دیکھکر دانت اوس [illegible] ان کا
عذاب کیا عدم مین بھی [illegible]
کیا کرتا ہون [illegible] باغ مین [illegible]
[illegible] مشکین تصور باندھکر مین زلف جانان کا
شعاع مہر سے ثابت ہوا ہے [illegible] تیر مژگان کا
کہ خورشید درخشان ہی نشانہ [illegible]
سیہ کارون ہی کو خاطر ہے رحمت [illegible]
پڑی ظلمات کی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا
زبان میری ہوئی ہے صاف مچھلی آب گوہر کا
کیا ہی وصف ازبس [illegible] دندان کا
تعجب کچھ نہین ہے طوطی خط ہو اگر گویا
کہ عارض رشک آئینہ ہی اوس [illegible] دوران کا

اس ادب سے رہ گئی دل مین تڑپنے کی ہوس
پاس تھا خون کی نہ آلودہ ہو دامن یار کا

صبح محشر ہے بیاض صفحہ خامہ صور ہے
وصف لکھا ہی جو ہمنے یار کی رفتار کا

آسمان اک آبلہ ہی پانون کا اپنی جنون
ایک کانٹا ہی ہلال اپنے کف پر خار کا

دیکھکر چہرے پہ تیرے زلف مشکین کی بہار
ہو قلق پھر باغ جنت کو فراق یار کا

ہاتھ روشن صبح کو تھا پنجہ خورشید سان
ہاتھ مین ہو ہاتھ دیکھا خواب مین شب یار کا

ایک کافر کے غم فرقت نے زار ایسا کیا
میری ہر رگ پر گمان ہی رشتہ زنار کا

سر جھکاتا ہی تہ شمشیر ہر اک آن کر
ہی خم محراب شاید خم تری تلوار کا

برگ گل ہر ایک تجھ بن تیغ خون آلودہ ہے
بن ترے ہر سرو پر مجھکو گمان ہے دار کا

رونے سے حال دل صدپارہ ظاہر ہو گیا
اشک خون رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا

شام کو پڑھنی نماز صبح واجب ہو گئی
روی خالمتاب سے سرکا جو گیسو یار کا

چشم جانان کا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہون مین
ہو گیا ہے اب قلم میرا عصا بیمار کا

گلشن دنیا کا پھل ہر ایک ہی برچھی کا پھل
چوب دربان ہی نہال خشک اس گلزار کا

مر رہے جی او ٹھتے ہین نالے سنکے ای گویا مری
بند ہو گیا ہے یہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہی چشم ہے خورشید تابان کا
شعاع مہر ہے جو تار ہے میری گریبان کا

ہما کو سایہ کی بھی مرغ خائف سان گریزان ہی
اندھیرا اپنی دیکھا ہی جو اکثر شام ہجران کا

خیال اٹھ زمین ذکر دیا ایسا اسی ناز کے
اوٹھا سکتی نہین ہے آنکھ اپنی بوجھ مژگان کا

دُرِ دندان کو دکھلایا تو ہوتا
ذرا دریا کو لہرایا تو ہوتا
حنائی ہاتھ دکھلایا تو ہوتا
کبھی مینھ خون کا برسایا تو ہوتا

۲۸

[illegible]

٢٩

کہے کب سرو کو آزاد بندہ
خطِ آزادی لکھوایا تو ہوتا

سمجھتے ہم ہین مصحف تیرے رخ کو
ہمارا ہاتھ رکھوایا تو ہوتا

چراغِ زیر دامن کیون بنے ہو
ڈوپٹہ منھ سے سرکایا تو ہوتا

پس از مردن مجھے ای جذبۂ دل
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا

نکالتے یاریون جلد اوس گلی سے
جنازہ میرا ٹھہرایا تو ہوتا

اگر آنکھین ہمین دی ہین خدا نے
کبھی اوس بُت کو دکھلایا تو ہوتا

دکھا کر رہگئے کیا تیغ کا گھاٹ
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا

جو کاہیدہ تھا مین تو کہربا سے
مرے لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا

بنایا ہی خدا اگر اوسکو یوسف
ہمارا ہاتھ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا
غم یہ ہے قاتل کا خنجر سہم گیا

اونکی دکھلائی مسیحائی سے مجھے
جھٹکے مین ہر بات پر مر گیا

ضعف سے جب پانوٗن اپنے رہگئے
راہ مین تیرے ہمارا سر گیا

مرنے پر بھولا نہ مجھ حبشی کو وہ
آکے اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا

میرے ہونے مغیر پر کرتا ہی ظلم
اوستم ایجاد کیا مین مر گیا

تھم گیے آنسو تو دل کہنے لگا
ہاتھ سے کیا گنجینۂ گوہر گیا

چشم بیمار نے ہمین مارا
مردم آزار نے ہمین مارا
لب سوفار نے ہمین مارا
کمر یار نے ہمین مارا
حسن تکرار نے ہمین مارا
دامن گل سے ہو کفن اپنا
پھول سے یار نے ہمین مارا

سر و پا دست و لبل کا ٹکے رکھدین تو سہی
بلبل زار ہون صیاد نہ رکھ قید سے مجھے
اوسکے جاتے ہی ہوا صورت بسمل ہر گل
لخت دل دیکھ کے مژگان پہ مری کہتا ہے
توڑ سکتے نہین اک تار بھی اب ضعف سے ہم
ابر ہے تجکو قسم نوح کی آ تو بھی دیکھ

تجکو دکھلاتے ہین ہم گنج شہیدان کیسا
اندنون دیکھ تو ہے رنگ گلستان کیسا
ہوگیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا
آج دریا کے کنارے ہی چراغان کیسا
چاک کرتے تھے کبھی اپنا گریبان کیسا
آج ہم کرتے ہین ان اشکون سے طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن ہمنے نہ دیکھا کہ ہے باران کیسا

گھر مین اک ماہ لقا کے ہی گذارا اپنا
آتی ہے بحر محبت سے یہ ہر آن صدا
نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے
منھ سے اوس بت کے نکلتا ہی کہ سبحان اللہ
گذری جب آپ سے جا پہونچے در جانان تک
قبر کو دیکھ کے اوس ماہ نے منھ پھیر لیا
ہم وہ پیاسے ہین نہ دیکھین کبھی دریا کی طرف
منع کرتے ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے
دیکھو آئینہ مین اک بار ذرا شکل اپنی

اندنون برج قمر مین ہے ستارا اپنا
گور کہتے ہین جسے ہے وہ گذارا اپنا
ای جنون خوب ہے اس سودے مین دارا اپنا
جب وہ آئینہ مین کرتا ہے نظارا اپنا
اب تو بے منت پاداش ہی گذارا اپنا
کیون فلک اب بھی ہے گردش مین ستارا اپنا
سوے آب دم خنجر ہے اشارا اپنا
شاید آب آنکھ کا ہوگا نظارہ اپنا
تب مین جانون کہ منھ دیکھو دوبارا اپنا

ہے بسکہ سیہ پوش کیون نہ مردم چشم
طور پر جا کے لاشہ رکھہ دینا
مر گئے بس اسی تمنا مین

نگہ یار نے ہمین مارا
شوق دیدار نے ہمین مارا
نہ کبھی یار نے ہمین مارا

بند جس نے کیا ہے گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابروے خمدار جدا
ہم لعل تجھسے جو ہون ہو نہ تن زار جدا
عشق اسی لیتے ہین لب پر یہ دعا ہی تہ تیغ
شمع کیطرح کھڑی ہین یہ چلے جاتے ہین
دیکھکر دل کو مری پھیر لی یون آنکھہ اوسنے
ہے عزاوہ مہ کنعان کہ جیسے دیکھکے ہون
دل ہی جاتی نہین اوس نرگس مخمور کی یاد
راتدن بس ہین اسی سوچ مین رہتا ہون لالہ
ابلق چشم ہی گردش مین اور آنسو ہین رواں
پیچ مین لائینگے وہ دیکھیے اب کس کس کو
تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوے
فکر وصف در دندان مین جو ہون گویا

پھر گئی گردش کی صورت فرہ یار جدا
جس روش گل ہے رگ گل ہو نہ زنہار جدا
سر جدا ہو پہ نہو قاتل خونخوار جدا
تیرے دلسوز ونکی ہر سب سے ہے رفتار جدا
جسطرح ہو کوئی بیمار سے بیمار جدا
اونگلیان پنجۂ خورشید کی دو چار جدا
میرے کعبہ سے نہین خانۂ خمار جدا
شہسوار ایسا ہوا کو لسنا غمخوار جدا
جا کر آوارہ جدا پھرتی ہین رہوار جدا
ایکدم سر سے نہین ہوتی ہی دستار جدا
ہو نہ سر سے وہ کبھی سایۂ دیوار جدا
ہاتھہ سے ہوتی نہین کلک گہربار جدا

ردیف ثاے مثلثہ

بلبلونکو دیکھکر دریا کا جانا چھوڑ دے کوئی بلبل مر گئی تو دیکھ لینا باغبان	کب وہ گل جائے گلستان مین بڑا عیب ہے ہیچ کر کھینچ لونکو لونگا خونبہائے عندلیب

یادگرویان ہین کیا گویا لئے کھینچی آ و سرد
ہو گئے ہین گل جیسا اغ داغہائے عندلیب

ردیف تاے فوقانیہ

کیا ہین شیداے قد یار درخت	ہین جو شبنم سے اشک بار درخت
دیکھین گر سرو قد یار درخت	خاک پر لوٹین سایہ دار درخت
اشک باران یہ ہین جو مرغ چمن	پہنے ہین موتیون کا ہار درخت
سرکشی کی ہے کیا ترے قد سے	کاٹے جاتے ہین بے شمار درخت
کیا ترے قد سے دون مثال آہ سے	کہ ہے انگشت زینہار درخت
تیرے جلوے سے نخل طور بنے	ہین جو لائے کو مہار درخت
بید مجنون کو دیکھ او لیلی	ہے یہ مجنون کا یادگار درخت
دیکھکر تجھکو بھول جائین گے	گل کھلائین گے بے بہار درخت
زندگی ہین نہ مین نے پھل پایا	ہو نہ میرے سر مزار درخت
فائدہ بھی یہان تو نقصان ہے	سنگ کھاتے ہین باردار درخت
داغ تن کھل رہے ہین صورت گل	ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

کیا چمن کو جاؤں میں وے دیدۂ نازک مزاج
موج بوے گل سے ہو جاتا ہوں زنجیروں کے بیچ

جب صنم خانے میں جاتا ہے وہ بت نام خدا
جان پڑ جاتی ہے سب پتھر کی تصویروں کے بیچ

باندھے سب فتراک میں صیاد نے چھوڑا مجھے
میں ہی کیا صید زبون تھا سارے نخچیروں کے بیچ

رنگ اوڑ جائے سبھی کا تیری جب ہر حسن سے
گر تری تصویر رکھدیں لاکھ تصویروں کے بیچ

تشنگی سے جب شہید کربلا کی ہے سنی
آبداری کا نہیں ہے نام شمشیروں کے بیچ

مرضیِ حق میں کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیروں کے بیچ

واہ کیا کہنا ہے اوسکا سحر ہے باتیں نہیں
بند کر دیتا ہے جو گویا کو تقریروں کے بیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پائے صبح
خجلت سے تا بحشر نہ پھر منہ دکھائے صبح

چوٹی کے بال بیٹھ کے اپنی وہ کھول کر
کہتا ہے ہنس کے شام ہے دیکھو قفای صبح

آجاتی ہے ہنسی مجھے یاد ایک صبح کی
روتا ہوں دیکھ دیکھ کے میں خندہای صبح

بند قبا جو کھولے تو اے رشک آفتاب
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑے اوڑائے صبح

تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
خورشید کی نظر میں نہ ہرگز سمائے صبح

کس نازنین سے سیکھی ہے اوسنے سکبری
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پای صبح

چپکن کے تیرے بند جو دیکھے سو یہ کہے
تار شعاع مہر سے بند قبای صبح

ردیف خای معجمہ

[illegible]

ردیف دال

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہِ نو کیطرح آنکھیں نرگس ہین دہن غنچہ ہی عارض گل ہین	کہ ہمین بعد مہینے کے دکھاتا ہی وہ رخ پھولون کی ڈالی ہین اب نظر آتا ہی وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا اسے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رُخ

جو ہمیہ غصے مین ہو رنگ روی جانان سرخ	لہو یہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ
خیال آتش گل مین ہین بسکہ گرم فغان	ہوا ہی شعلۂ آواز عندلیبان سرخ
کرے جو قتل وہ مجکو نہ ہین کرون رسوا	لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سُرخ
لگا یا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ	تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ
قبای سرخ صنم سے ہی کیا اوسے نسبت	کہ عندلیب فقط گل کا ہے گریبان سرخ
گمان ہی سکو کہ الماس ہو گئے یاقوت	جو پان کھانے سے اوسکے ہوئے ہین دندان سرخ
مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار	نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سُرخ
جو عندلیب کو غیرت ہو روے ایسا خون	کہ گلفروش کی ہو جا ہے ساری دکان سرخ
قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے	فزون ہی گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ
پس از فنا بھی جو ہے دھیان دست رنگین کا	تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ
برس رہا ہی لہو میری چشم پر خون سے	وہ دیکھے آکے نہ دیکھا ہو جسنے باران سرخ
ہماری قبر پہ شوخی سے اوسنے پھینکے پیک	کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ
ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا	بہایا تلوؤن سے خون ہو گیا بیابان سرخ

[illegible]

۳۵

ہم روش خاک اوڑا لی ہے صبا ہمرسا بعد
ہو گئی اوہی گلشن کی ہوا ہمرسا بعد
کئی دن یار سے نہ نکیا ہمرسا بعد
کیا پریشان رہی زلف دوتا ہمرسا بعد
خون مرا کرکے لگا نا نہ حنا ہمرسا بعد
دست رنگین ہنوز انگشت نما ہمرسا بعد

دیکھو لوگا جو تصور مین تو کیا کیجیے گا
بنگیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب
شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
کردے قاتل دہن زخم سے خندان مجکو
کھا گیا آہ ترا غم تو کلیجہ میرا
پانون رہجاتے ہین چلنی ہی تو سر پھرتا ہے
کھائے زخم اوسکے بہت اپنی گلا کاٹین آپ
بھولتی دل سے نہین یاد کسی مطرب کی
کبھی کاشانۂ دل مین نکیا تو نے ظہور
تنگ ہین زیست سے ہم سر پہ بلا گردون

میری نظرون سے بھلا رہیگا نہان تا چند
رہون ای ماہ ترے ہجر مین گریان تا چند
تجکو ڈھونڈا کرون اے شمع شبستان تا چند
مین ہون آرزوِ قتل مین گریان تا چند
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند
رہون سرگشتہ مین اے گنبد گردان تا چند
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تا چند
دیکھیے نے کیطرح رہتے ہین نالان تا چند
خانہ آباد مرا گھر رہے ویران تا چند
تیرے مشتاق رہین خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہین کوئی یا مجھے سامان وصال
دست وحشت مین پھرون بے سر و سامان تا چند

از ادب چشم سوی زخم دل من نکند
عالم وحیف لب بام تو شیون نکند
جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
عشق گیسوی تو گر سلسلہ جنبان نشود

تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند
گریم و اشک روان دیدۂ روزن نکند
چون من زار کسی خواہش مردن نکند
کہ نگہ بر رخ تو دیدۂ روزن نکند
کار زنجیر بہ گردن رگ گردن نکند

استخوان میرے سگ یار تلک پہونچا دے
اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میرے بعد

صدمہ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب
پہلے مین گر پڑا اور بار گرا میرے بعد

چمن جوہر شمشیر سے سنگوائے پھول
خوب قاتل نے سو ہم میر اکیا میرے بعد

کیا ہی مرنے سے مری شاد ہین اللہ اللہ
بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد

نرہی بعد مری نامہ پیغام کی رسم
خاک اوڑاتی پھری گلیو نمین صبا میرے بعد

منہ دکھانا تو کہان باتین تھین اوسکی جھنک
لن ترانی کی کبھی آئی نہ صدا میرے بعد

کیا ہوا غم نکیا اوسنے مرے مرنے کا
اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد

چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین
کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میرے ہی بعد

مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد

کبریائی تری ثابت نرہی گی اوبت
کوئی کہنے کا نہین تجکو خدا میرے بعد

استخوان کو نہ جلا دیجیو ای آتش غم
آکے مایوس نہ پھر جا ہما میرے بعد

دہن گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو
آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد

سر اوٹھایا مری وحشت لی پس انعردن بھی
بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد

سنگ مدفن کی عوض رکھدیا مدفن پہ مرے
کوہ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد

سب سے پہلے ہوئین اوس سرو خرامان کا اسیر
طوق قمری کے بھی گردن مین پڑا میری بعد

تیرے آنیکی دعا مانگی ہی اول مین نے
ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد

اوٹھ گیا صفحہ ہستی سے نگین کی صورت
نرہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

ردیف ذال معجمہ

قطعہ

ردیف را مہملہ

طبیعت آئی ان روزون ہے اک طفلِ برہمن پر
ہوا یہ رتبہ زلفِ یار کا کنگھی کے کرنے سے
ہمیشہ مار و طاؤس میں ہے دشمنی دیکھی
نظر آتی ہے مسی کی دھڑی پریان کی سرخی
ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرتِ گل کو
شبِ مہتاب مین ہنسنا تمھارا لائیگا آفت
تبسم دیکھکر اوس غنچہ رو کا جل رہی ہین گل
دھوان جب لبسے اوٹھتا ہی تری بن سیر کر نہین
نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین
ہوا تارِ نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے
کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہی اوسکی او جھل مین
منور ہو گیا الیسا مکان اوس مہ کی جلوی سے
بنایا ہی زمین کو آسمان ان شہسوارون نے
مری زنجیر پر یون سنگ طفلان آکر لگتے ہین
اگر مجھ ناتوان کو رخصتِ گلشن نہین دیتے
چمک سے تیری دانتونکی او نھین دعوی تھا کچھ شاید

گمان ہی نالۂ ناقوس کا اب میرے شیون پر
ہوا پر ہی اوڑی جاتی لگا شانی کی ناگن پر
دلِ سپارہ داغ کیون شیدا ہوا ہی زلف پر فن پر
کسی نے برگِ گل یار کیوں دیا ہی برگ سوسن پر
طلب کرتا ہی اوڑ جانی تو ہر بلبل ہے گلشن پر
گری گی ایکدن بجلی مہ تابان کے خرمن پر
بجا ہی گر کہون بجلی گری ہے لونگی خرمن پر
تو اک کالی گھٹا سی یار چھا جاتی ہے گلشن پر
طبیعت آگئی ہی اک نگاہ ناوک افگن پر
ہماری آنکھ پڑتی ہی جو اک طفلِ برہمن پر
چڑھائی چادرِ مہتاب کس نے میرے مدفن پر
شعاعِ مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ جلوون پر
ستارون کا گمان ہوتا ہی دیوار فلک روزن پر
مہِ نو کا ہی عالم ہر نشان نعل توسن پر
کہ بتیابانہ دوڑی جیسے مقناطیس آہن پر
بجای خار بٹھلا وین سرِ دیوار گلشن پر
تبھی مٹی خدا نے ڈالدی ہیرون کی معدن پر

کس طرح کٹتی ہین راتین کس طرح گذرین دن
میری حالت گر وہ بدخو دیکھتا روتا ضرور
ایسا رونا ہی کہ گر سنگ خارا ہو ابر بہ
جو صبا کی ظلم رانی ہے ہمارے حال پر
اوسکو اے غافل اگر تو دیکھتا روتا ضرور
گر جو یوسف کا بھی تھا مصرع قامت لاجواب
یار کی گر بیت ابرو دیکھتا روتا ضرور
سے یقین واللہ مجھکو حافظ قرآن اگر
آکے اوسکا مصحف رو دیکھتا روتا ضرور
دیکھ لیلی کہا جب مین تو مجنون سے کہا
میری آنکھون سے اگر تو دیکھتا روتا ضرور
مجھکو جیسا بھی تو بیٹھ کا بھی برسنا چاہیے
مین تجھے ہے ... جو مہرو دیکھتا روتا ضرور
باغ مین نالہ ہی ... ہون رواں ...
جب ... گلشن کو دیکھتا روتا ضرور
چشم بد دور آنکھین بری غیرت لیلی کی اگر
وادی مجنون کا آہو دیکھتا روتا ضرور
بن گیا ہون غم کی مین تصویر اوسکو ہجر مین
مجھکو وہ جو سر بزانو دیکھتا روتا ضرور

حیف کبھی یار تک پہونچی نہ میرے استخوان
سوکھ جائین گر ہماری آبلونکی چھاگلین
بعد مردن بھی ہے باقی میری نالون کا اثر
تیرے آب تیغ سے ظالم جو ہو طوفان بپا
خط او سے اتنے لکھے مینے کروان جمع اگر
حشر تک ممکن نہین اب چمکی تیغ آفتاب
کفش پا کے گل دکھا کر ہنسنے کے بعد کھینچ لگا
دیکھیو ضد میرے سے مرغ نامہ بر کے واسطے

مدتون اگر ہما بیٹھا رہا دیوار پر
پیاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر
تار مطرب کا ہی عالم ہر کفن کے تار پر
حوت تڑپے مثل ماہی گنبد دوار پر
بیٹھے رہتے ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر
باڑھ رکھوا تا ہی ظالم مغزلی تلوار پر
سیر کو کیون جاؤن گلشن ہی مری بیزار پر
قینچیان لگوائی ہین بیرحم نے دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سو یا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدۂ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور
تیرے آگے ہوتا یوسف بر گمان یعقوب گا
گردش چشم سیاہ یار یاد آتی مجھے
بیخبر ہے تم وجہ اللہ سے تجھے کبھی خبر
راتدن رستم کو گو تیغ و سپر سے کام تھا
مجھکو خندان دیکھ کر موتی سمجھا برق طور
ہی یقین مجھکو کہ چشمہ زمزم کیطرح
آہ سوزان ابر تھی آنسو روان تھی مثل شمع

عین کعبے مین گر آہو دیکھتا روتا ضرور
قد و قامت دست و بازو دیکھتا روتا ضرور
گر کبھی رم کردہ آہو دیکھتا روتا ضرور
ہے یہ لازم تجھکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور
یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور
ساحری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور
شیخ کعبہ گر وہ ابرو دیکھتا روتا ضرور
مجکو روتے رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

اوسکا حسن ... پایہ مین پیرا ... دیکھتا روتا ضرور
... دیکھتا روتا ضرور
... بیتاب ... دیکھتا روتا ضرور
تو اوسے ... دیکھتا روتا ضرور
... دیکھ کر ... کی سر تھا
خون ... جب تماشا ... سر تھا
جا بجا ... بندہ خدا ... خدا اکبر
...
دعا مین ... ہاتھ ... خدا اکبر
ہوا ہیون ... خدا اکبر
... خدا اکبر
ملا ... خدا اکبر
... خدا اکبر

ہین اکمل

ہین اشک زخمون سے میرے جاری نہ کبھی ہوگی یہ اشکباری
بنی ہین چشم پرآب قاتل یہ زخم بالی جھورا چورا کر

کہان وہ تمکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپالیا بس کھاد کھا کر

برنگ ساغر ملادیا منہ جو منہ سے تیرے خفا نہوتا۔
کیا ہے بیہوش تونے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر

اوٹھایا یارون نے پیر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہ کسنے ہمکو ہے مارڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر

جو بھیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین اوسے اوڑادے
اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہے پر کبوتر اوڑا اوڑا کر

پس از فنا بھی اگر تو آئے کرون سگ یار میہمانی
کہ استخوان کو ہے اپنے تن مین رکھا ہما سے بچا بچا کر

کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ ٹپکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مین نے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر

کبھی مری دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اولجھتی
غرضکہ زلفون کو تونے ظالم بگاڑا ہے سر چڑھا چڑھا کر

شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

وہی اثر ہے جنون کا اشک وہی ہے لہو کا اب بھی کاوش
کہ میری تمی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامہ عمل کا دلا ہو کاغذ اگر خطا کی
خطائین کین مین نے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری مٹی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے در پردہ ہے محبت
پڑے ہوئے بستر الم پر جو روتے ہین منھ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہے جاتا کہین قاصد
روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی ادھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

گئی ہے گویا شب جوانی تو آن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر

ہر کف پا مین حنا کا گل عیان بالای سر   شعلہ اوسکے زیر پا ہے اور دھوان بالای سر

سبے سبک روحی کی پہونچی جلد یاران عدم
ہان تو ہے عصیان کا اک بار گران بالای سر

مجکو اک ہمرو زوان کے عشق نے مجنون کیا
کیا عجب باندھی جو قمری آشیان بالای سر

کانپ کانپ اوٹھی ہی اکثر میری نالون سے زمین
کیون نہ یارب گر پڑا یہ آسمان بالای سر

ہوگیا اکثر سرشک چشم سے خانہ خراب
گر پڑی ہے بارہا سقف مکان بالای سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھین سب اہل زبان بالای سر

چاند سورج ہین ترے ای جان جہان بالای سر
کیون نہو پھر پھیرکے صدقے آسمان بالای سر

کاش ہو پہونچے اشک کا آب روان بالای سر
ہی ہر اک داغ جنون آتش فشان بالای سر

ہی زمین پائون کے نیچے آسمان بالای سر
مہربان ہی زیر پا نامہربان بالای سر

ای خط نورستہ مجکو تیرا مجنون جان کر
طوطیون نے آکے باندھا آشیان بالای سر

سر چڑھا کر تو نے ای ظالم بگاڑا ہے اسے
کرتی ہے بل کاکل عنبر فشان بالای سر

اسقدر گل کاریان کی ہین تری تلوار نے
زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالای سر

مثل گل ہین پائون گر جائین زمین مین ای نسیم
گر زر گل بھی رکھون مین ناتوان بالای سر

پھرتے ہین صحرا مین سر پر ہین گل داغ جنون
خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالای سر

بادشاہی سے یہ نفرت ہی کہ چھوڑون اپنا سر
گر پڑے ظل ہمای آسمان بالای سر

ہان خزان مین بھی شگفتہ ہین گل داغ جنون
کہدو اب بلبل سے باندھے آشیان بالای سر

مجھسے یارب غم اوٹھتا نہین اسکے عوض
کاش رکھدیتا زمین و آسمان بالای سر

الحمد

بلبلین آنکھون پہ رکھین باغبان بالای سر
سر چڑھایا ہے جنون نے کہ بعد از مرگ بھی
شانہ بنکر پہونچے ہیں سر سے استخوان بالای سر
ہے ہماری بیقراری سے تہ و بالا جہان
ہر زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالای سر
آسمان مثل زمین ہے گاہ پائون کے تلے
اور زمین ہے گاہ مثل آسمان بالای سر
دل ہمارا نعرہ زن ہے اسے کہ روز حشر
سبزہ مین گویا جرس ہے کاروان بالای سر

ردیف زا معجمہ

جب بہار آئی تو ہوتا ہے ہمیں جوش جنون
صورت گل چاک کرتے ہیں گریبان ہم برس
چاک ہوتا ہے ہمارا جیب و دامان ہم برس
آہ دکھلاتی ہے یہ وحشت بیابان ہم برس
خانہ آباد ہو جاتے ہیں ویران ہم برس
ہے ستم ایجاد وہ بھی نالہ مرا دیوانہ ہو
طوق منت کا پہنتا ہے وہ جانان ہم برس
یاد آجاتے ہیں ہمکو گوہر دندان یار
موتی برساتی ہیں آنکھیں ابر نیسان ہم برس
جب بہار آئی ہے خواہش قتل کی کرتا ہے یار
بھی ہے آلودہ خون تیغ جانان ہم برس
اب سنا ہے باغ عدو کے کیا تیغ ادا سے بھی مجھی
زخم میرا شق گل ہوتے ہیں خندان ہم برس

اتنا جوش اشک دکھلاتا ہے طوفان ہم برس
رکھتے ہیں ہماری آنکھیں ابر کی نقش رنگ بھی
آہ سے دل ہوتا ہے گویا نالہ ابر گاہ گاہ
چمن کی سیر کو جا اے نازک بدا دبی
نالے ہجر تم نہ سمجھ کشیدن غلمان یار
ہو کاتم توڑ نام ناز اسمان شاد ہو
مثل نم ہوتا ہے دل فروتنی پامال

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار	وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز
ظالم تو قتل کرکے ابھی سے نکر نہ جا	مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوے یار	جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز
کشتے ہین جب سے ہم تری شمشیر ناز کے	آگاہ تھی نہ دوش سے تیری سپر ہنوز
اکدن سنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال	کہتا ہے یار ناز سے پھرتا ہی سر ہنوز
یہ زار ہون کہ مغز بدن بھی وبال ہے	تسیر ہے دل مین الفت مو کمر ہنوز
سر جوب آستان پہ تری دو دو مارتے	صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز
آخر ترے فراق مین میرا ہوا وصال	دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا حال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹے پر کر نہ جور رنگ اے مری جلاد بس	تا کجا ظالم ستم بس اے ستم ایجاد بس
تیر اہی مصرع قدہر خوب شاخین مت نکال	سر کے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس
یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا	دیکھی صناعی تمہاری مانی و بہزاد بس
سن نہ دیس کہتا مری نالو نین الیسا رہا ہے	جب کردن فریاد کہتا ہی وہین فریاد بس
کس کو طاقت ہی سنے دیوانی فریاد کو	سنکے زنجیر دیکا غل کہنے لگا حداد بس

[illegible]

[illegible]

گرمی سے چاندنی کے ہوا ہی عرق عرق	آئے نہ اب کہین مری سرو روان کو غش
مستی مین شب وہ ماہ جو گرم خرام تھا	آ آ گیا تھا بزم مین پیر مغان کو غش
نام خدا ابھی سے یہ طفلی مین حسن ہے	آتا ہے اوسکو دیکھ کے پیر و جوان کو غش
ناقہ کے ساتھ چل نسکا فرط ضعف سے	لیلی سے کہدو آیا ترے ساربان کو غش
آیا جو وہ تو اوڑ گئے صبر و قرار و ہوش	یوسف کے دیکھنے سے ہوا کاروان کو غش

گویا وہ ساتھ غیر کے جاتا نہو کہین
آنے لگا ہے آج جو مجھ ناتوان کو غش

ردیف صاد مہملہ

قہر ہے تیرا بت خود کام رقص	لے گیا دل سے مرے آرام رقص
تیرے گانے سے زمین ہے وجد مین	کرتے ہین دیوار سقف و بام رقص
آگئی ہے چرخ مین گردون کی عقل	دیکھکر اے ماہ سیم اندام رقص
تان کے ہمراہ نکلی میری جان	مفت مین اوسکا ہو بدنام رقص
ہوگئی گردون تلک ہے وجد مین	رقص یہ ہے بس ہے اسکا نام رقص
ہو وہ بسمل گر تڑپتا دیکھ لے	دست قاتل مین کرے صمصام رقص
تیرے دکھلانے کو اے مہ آفتاب	کر رہا ہے صبح سے تا شام رقص
دیکھکر تجھکو تڑپ جاتے جو ہین	کرتے ہین صید سپہر دام رقص

[illegible]

یار کے ہاتھ سے یہ بین بھجوای صبا
خط لکھو بے تو آئی ہے اگر صبا سے خط
وحشی کیا ہے مجھکو پھرا ہا سے جھاڑ پر
زلفون کے آہ جو رکھون یا جفا سے خط
اوس رشک گل ہے گل بہار سے مثال
رخسار نکلین صاف اگر وہ بنا سے خط
ای جان ہم ہین صدقے ترے بال بال پر
شیدا ہے زلف دل ہے جو مبتلا سے خط
کچھ حال لکھے یار کو رنگ بریدہ کا
تا فرخ نامہ برکی طرح اوڑ کے جائے خط
قاصد ہوا ہمین یار کبوتر ہو یا صبا
خط غلامی لکھدون اگر کوئی لا سکے خط
زیان وہ ہون جو ... ہاتھ مین حال
ہا دایرہ ہو چشم اور آنسو بہا سے خط

ردیف ظای معجمہ

زبان سے کیا ہین کسو دل سے پوچھیا ...
بساجو ... تمھارے ... اولیا ...
خواب بار بار بلاتا ہے ... دکھلا
دکھا ... عجب دور جام صبا ...
نوش

تاج شمع خوار ہے دھوان ...
بزم مین رکھتی ہے گویا شوکت شاہانہ شمع

خوش آ رہے کیا تجھے زاہد خط عذار صنم گناہ ہوتے ہین ای وای ہے خطا کے لیے نہین ہے کم مجھے رونے سے خندہ ساغر کبھی نہ لب ہوا ن مرے آشنا حکایت سے	جسے جنون ہو اس کو بہار سے کیا حظ کبھی کاش ہو نہ جہان مین پیدا حظ جو پاس یار ہو میکشی کا پھر کیا حظ جو دیکھے گالی پہ گالی اوٹھاؤن دونا حظ

کئی جنون مین غزل ایسی ہم نے ای گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتی ہے روح سودا حظ

ردیف عین مہملہ

اشک سے ایذا اگر رکھتی ہو آبدانہ شمع گر ہٹاوے ہاتھ سے وہ ساقی مستانہ شمع بنگیا ساغر چراغ اوسکے حنائی ہاتھ مین یار اگر آئے تو روشن ہو مکان میرا ولے صورت قلقل کرے نالہ زبان شعلہ سے ہے بلور مین جھاڑ سا روشن جو دیکھو دور سے ساعد روشن کی اوسکی تب بیداری کسی کی دود شمع داغ دل کردیوےگا آخر سیاہ رونے مین بھی ان حسینوں کے سراسر کر ہے	کس لیے ہی جمع کرتی خرمن پروانہ شمع محفل مے مین دکھائے گردش پیمانہ شمع عکس رخ سے بنگئی موج مے پیمانہ شمع ہوئے کب روشن میان خانہ ویرانہ شمع ساقیا دیکھے جو تیری نرگس مستانہ شمع ساق و ساعد شمع ہین اور چہرہ جانانہ شمع کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین پیمانہ شمع مثل کعبہ کے بنائیگی مرا بتخانہ شمع ہے فسون ونکے تار سے رکھتی ہی دام دانہ شمع

کوچہ گیسوین داغون کے سبب بجی گا دل
پیری ہوتا ہے شب تاریک مین ہر چراغ

رات بن میرے یہ میرا حال تمھارا شمع رو
شعلے نظر و ہمین مری اخگر تھی او مجمر چراغ

کس لیے جاتا ہی تو سرو چراغان دیکھنے
مین ہون داغون کی بدولت پاؤنگا بستر چراغ

تیری غمہای جدائی مین دیا کسنے یہ سیج
اپنے شعلے سے دکھاتا تھا مجھے خنجر چراغ

سب حسینان جہان ہوتے ہین ہرجائی بلا
دیکھیے ہوتا ہی روشن شام کو گھر گھر چراغ

یہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہے
ایکشب تابان اوڑتی ہین یان اکثر چراغ

آہ سوزاک ابھی داغون مین لگ اوٹھتی ہی آگ
ورنہ دیکھا ہی کہ گل کردیتی ہے صرصر چراغ

مار ڈالا ہی جو اوسنے داغ دیکر مجھے
چاہیے روشن کرے آکے تربت پر چراغ

ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہون بد عہد
دور سے دیکھو تو آتا ہی نظر اختر چراغ

گر حنائی ہاتھ مین لے جام می وہ شمع رو
موج سے ہوجائے شعلہ اور بنے ساغر چراغ

میری مژگان پر نہین ہے جلوۂ لخت جگر
ہین لب دریا پہ روشن ای پری پیکر چراغ

دیکھی جو گردن کشی اوس شمع رو کی بزم مین
سہہ ہے کیا پھر اپنے شعلے سے اوٹھا اژدر چراغ

اوسکی تیغ ظلم سے ابنائے کو عاشق نہین
ایک وانہ نہ نکلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لیکر چراغ

ذکر جو تیری دلکو روشن کرجاتا ہی شمع
گل نہین ہوتا ہی گویا تا محشر چراغ

ردیف فا

آپ سے جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہی خنجر کیطرف

ردیف کاف عربی

بلبل بہ ہجوم گل ہے چمن میں بیان تلک
پھولوں سے بجا گلی ہے تو آشیان تلک
کب ہو سکے ادا ضعف سے گوش بتان تلک
سو جا بجا کہ بسترے آئی زبان تلک
پرواز تپش از بن نہی ماری آسمان تلک
اب تو چمن سے جا نہ سکوں آشیان تلک
ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے
آنکھوں کو میرے بار ہے خواب گران تلک
عالم ہوں علم عشق کا میں کہ نہ ہمسری
اے عندلیب تو ہے پڑی بوستان تلک

محو لا ہے دل کہ مجھے دوست بان تلک
سکتی ہی نہ اوسکا اپنا مسافر کو اون تلک
کو ہم نفس ہے جان تن بوستان تلک
اور اور سے رنگ پھر گئی رو بان تلک

ہمسایہ کو یا ہاتھ پہنا سے فراق
روز اگر زار ہو اوس سے فراق
دل بھی اپنا نہ رہے آپ میں ہم
ای کہو کہیں میں انتہا سے فراق

آستین پھر آنسوؤں سے ہای تر ہونے لگی
ہے یقین پھر اب کہ ہمکو یہیں جھنگوائیگا
آبلوں کے زخم پھر شاید کہ ہو جائیں ہرے
ای جنون رگہای تن کو شوق نشتر پھر ہوا
چھٹ گئی دستِ خرد سے پھر عنانِ اختیار

پھر لگے بہہ بہہ کے جانی اشک دامان کیطرف
دل ہوا مائل پھر اک چاہِ زنخدان کیطرف
پھر بہار آئی چلے خارِ مغیلان کیطرف
دیکھتا ہوں پھر کسیکی نوکِ مژگان کیطرف
لیچلا پھر توسنِ وحشت بیابان کیطرف

پھر ہوا شوقِ شہادت آہ ای گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیر تران کیطرف

ردیف قاف

کاہشِ جان ہے لب پہ ہای فراق
کوے دوزخ اوسے پہونچتا ہے
کھا گیا غم ترا کلیجے کو
جان دی اوسکا نام لے لے کر
داد رس کوئی بھی جہان مین نہیں
سقف گردون دو دن جلاوی کہین
دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے
خوار ہوں زار ہوں پریشان ہوں

کس بلا مین ہے مبتلاے فراق
نہ کسیکو خدا دکھائے فراق
دل مرا ہو گیا غذای فراق
بس دلا تھی یہی وفاے فراق
میں کہوں کس سے ماجراے فراق
اُسے حرے آہ شعلہ زاے فراق
میں ہوا جب سے آشناے فراق
اوس سے کہدو یہ ماجراے فراق

[illegible]

اللہ رے دماغ ذرا دیکھا اسے ہما
آیا نہ بے طلب سگ یار استخوان تلک

اوس ماہ نے جو سر مرا ٹھکرا دیا پانوں سے
پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک

نخلِ مراد بار ہوا آج بار ور
ہدہد شکوہ کیلئے سر ہرا ہو گیا سناں تلک

پھر جای تیر آکے وہ برگشتہ بخت ہون
رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک

مرنیکے بعد ہے سگ جانان کا انتظار
کہدو بہانہ آئے مرے استخوان تلک

سو بار آکے موت بھی فرقت مین پھر گئی
برگشتگی نصیب کی گئی ہے کہان تلک

گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے
آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بھاگی دیکھکر میرے سیہ خانہ کا رنگ
دیکھ لے گر سوز دل اوڑ جای پروانیکا رنگ

ساقیا عجب ہے رنگین مین ملے وہ مست ناز
سرخ ہوجاے اگر ہو سبز پیمانے کا رنگ

تو عبث دھوتا ہی قاتل دامن گل کی روش
میری خون کا تیری دامن سے نہین جانیکا رنگ

اوس پری کی چشم کی تعریف کا رکھوں جو ورد
ہو سلیمانی مری سبحے کے ہر دانیکا رنگ

ساقیا تو ماہ ہے اور ساغر مے آفتاب
آسمانی چاہیے اوس تیرے میخانہ کا رنگ

نغمہ رنگین کو سنکر مثل گل بنتے ہین گوش
چھا رہا ہے بزم مین ایسا ترے گانیکا رنگ

دامنِ گل گر دیا ہے دامنِ کہسار کو
ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا رنگ

جسم سرخ ایسا ہی پہنا اوسنے جو مونگا ہار
ہر گہر مین صاف اب ہوگی گہر دانیکا رنگ

ردیف لام

ردیف میم

نہ یہ ہجر سے حال تھا میرا جو وصال ہوا
جور و جفا کی قسم
ہمین کر کے چلا کشتۂ تیغ ستم تو وہ کہا تھا ہمین
نادم زیست الم
سخت جانین عجب نصیب ہم کو سمجھا ہے کہ
نازو ادا کی قسم

صورت مژگان جھکے آنکھون پہ ہم خنجر کو دین	مثل ابرو منھ پہ کھائین یار کی تلوار ہم
اپنی کشتی ڈوب گئی تلوار ہی کی گھاٹ مین	دیکھکر مر جائین گے وہ ابروِ خمدار ہم
کیون نہ اب جائے عصا مینا کی ہو ہاتھ مین	یعنے چشم مست ساقی کی ہوئے بیمار ہم
بنگئی ہے خاک بھی بعد از فنا ریگ رواں	ڈھونڈتے پھرتے ہین اتنک کوچۂ و بازار ہم
ہم تو کیا ہین حضرت عیسیٰ دیکھین تو تھین	عین صحت ہی جو اون آنکھون مین بیمار ہم
تیغ ابرو کا تصور دل مین لا سکتے نہین	ہاتھ مین دیوانے کے کسطرح دین تلوار ہم

نالۂ پر درد اسے گویا سنایا چاہیے
یار کہتا ہے سنین گے درد کی اشعار ہم

مرے خون سے سرخ کرا ور کفک تجھے ہاتھون کے رنگ حنا کی قسم
نہ اوٹھاؤنگا تیغ تلے سے مین سر مجھے یار تیرے کف پا کی قسم
کہا لیلی نے قدر شناس ہین ہم ہمین اپنی ہی مہر و وفا کی قسم
جو ہے قیس کو غم ہو بیان بھی الم کہو کھائین دوبارا خدا کی قسم
کہا لیلی نے ناقہ جو چل نسکا یہی قیس کا بن ہی خدا کی قسم
یہ اوسی ہی کے عشق کا جذب ہوا اوسی وحشی بے سر و پا کی قسم
کبھی باغ مین گل پہ کرون نہ نظر رخ یار کے حسن و صفا کی قسم
مری نظرون مین سانپ ہی سنبل تر مجھے حلقۂ زلف رسا کی قسم
کہین آیا بگولا نظر جو کبھی کہا لیلی نے باد صبا سے یہی

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن میں کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم
جو چمن میں وہ لالہ عذار نہیں کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہیں
کہیں نغمۂ بلبل زار نہیں مجھے جنبش باد صبا کی قسم
دل مضطرب آہ جو کہنے میں ہو کہو سیدھی بھی بات تو ترچھی سنو
یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو تو نکروں کبھی سجدہ خدا کی قسم
شب ماہ ہی اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہی ٹھنڈی ہوا
کوئی جام شراب کا دے گو یا تجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جاناں میں جب جاتے ہیں ہم
کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہیں ہم
باغ میں بے یار اگر جاتے ہیں ہم
بلبلوں کی طرح چلاتے ہیں ہم
شکل مژگاں تیغ گو سنہ موڑ لے
سر کو اپنے کوئی سرکاتے ہیں ہم
کیوں نہ کہیے جنگ ہی یہ عین صلح
لڑتے ہی آنکھ اوس سے ملجاتے ہیں ہم
مول لیتے ہیں لڑائی یار سے
دیکھے دل آنکھیں لڑا آتے ہیں ہم
اسقدر ہم جنس بے مقدار ہیں
لو جو تم نظروں میں تل جاتے ہیں ہم
صید ہیں پر کرتے رہتے ہیں شکار
دام میں صیاد کو لاتے ہیں ہم
ہجر میں جز غم نہ کھایا ہم نے کچھ
یار کھانیکی قسم کھاتے ہیں ہم
یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا
اشک خون آنکھوں سے برساتے ہیں ہم
آگے اوس شمشاد قامت کے مدام
بندہ کے مانند تھرّاتے ہیں ہم

[illegible]

پیشوائی کے لیے آئے غزال
کسکی آنکھین دیکھکر آتے ہین ہم

وہ پری پہنائے گر زنجیر زلف
تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم

ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین
رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم

ان جفاکارون کو رکھتے ہین عزیز
دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی
پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم

کھا کے بل کہتا ہے وہ موے کمر
گیسوؤنکو پیچ سکھلاتے ہین ہم

تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا
پھر کمان کیطرح چلاتے ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین
ای جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم

آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ
گردش ایام دکھلاتے ہین ہم

تا لہو پونچھے وہ اپنی تیغ سے
زخم دا تھلے دکھلاتے ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین
زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم

تو نے نظرون سے گرا یا کیا ہمین
سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم

نام لکھ لکھ کر ترا وصلی پہ روز
ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم

سامنے آتا ہی جو یوسف جمال
اوسکے ہاتون مفت بک جاتے ہین ہم

ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی
آپ مین ہر یون نہین آتے ہین ہم

یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین
کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

بھیجتے ہین خط یہ خط او شہسوار
گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

[illegible]

یہ جہان ہے کشتی بحر فنا
مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال
ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ
گھر سے کیونکر نکلین فرط ضعف سے
قبر پر اوسنے کہا آؤن گا مین
دیکھیے اب شام غربت کیا دکھائے
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر
زرد رخ سے ہین کشت زعفران
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت

بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم
یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم
مفت مین ایوب کہلاتے ہین ہم
بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم
اس توقع پر موے جاتے ہین ہم
رخصت اے صبح وطن جاتے ہین ہم
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
جاے گریہ ہے ہنسے جاتے ہین ہم
کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون
مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون
مقتضائے طینت صافی ہے باغ دہر مین
عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہووے نصیب
تب تو اہل دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ
برق سان اے دل جو دائم بر زدہ دامن ہے

مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون
خاک صحرائے قناعت ہے شکر پیدا کرون
رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون
پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون
جستجو مثل صبا جب در بدر پیدا کرون
بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

دیوان قبول ۵۱

وہ اگر صندل لگائے درد سر پیدا کرون

یار اگر غیرت سے بیمار ہو جاؤن ... پیدا کرون ابھی

نخل قد یار مین برگ و ثمر پیدا کرون

آگ لگ اوٹھے اگر مین بال و پر پیدا کرون

[illegible] آرام ... پیدا کرون

[illegible] اب صورت آئینہ ... پیدا کرون

[illegible] جاؤن مین جدھر خانہ بدوش ... پیدا کرون

کیون اوٹھاؤن وقت جانان سے عذر ...

شام ہی سے حالت شمع سحر پیدا کرون

دل مین پس ایسا مکان مختصر پیدا کرون

اب یہ وحشت کہان ہم سفر پیدا کرون

اوس پری سے صورت سایہ ہون گویا جدا

اوس پہ بھی تن مین اتنا تو اثر پیدا کرون

وہ چشم مہر سے ... نگاہ کرتے ہین

پھر سکے چاند کو بھی رشک ماہ کرتے ہین

باغ عالم مین اگر پیوند الفت ہو درست	تو تو شاخ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون
ہو رہے شبنم کی طرح پرواز میری تا فلک	پرتو خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون
طالع واژون کے دولت اندلون یہ ہے	عیب بھی باتون مین جتنے ہنر پیدا کرون
کھینچے یہ چرخ ستمگر مجھپہ تیغ آفتاب	صورت شبنم جو اوس گلشن مین گھر پیدا کرون
سب جہان مثل یعقوب سان آنکھون سے نہائین گیا	اپنی یوسف کی کہان سے مین خبر پیدا کرون
یار تنک کب اوٹھ کے جانے دے یہ بخت نارسا	خود بخود کٹ جائین گر مین بال و پر پیدا کرون

ہون جو اے گویا ابھی بحر رمل مین غوطہ زن

دیکھا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل جا ہو نہین گلشن اگر پیدا کرون	صورت طاؤس اپنے بال و پر پیدا کرون
تیغ ابرو کے ترے مضمون اگر پیدا کرون	اپنے ہر مصرع مین سنی کا اثر پیدا کرون
آہ بے تاثیر مین گر کچھ اثر پیدا کرون	گھر مین مٹھی بیٹھے اوسکے دل مین گھر پیدا کرون
ہون وہ گریان بعد مردن اپنی خاک قبر سے	سبزۂ تر کے عوض مژگان تر پیدا کرون
خود بخود جلنے لگین پروانہ سان آشمو ر	گرد پھرنے کے لیے گر بال و پر پیدا کرون
خط اگر لکھون کبھی مین اپنے رشک ماہ کو	بیضۂ گردون سے مرغ نامہ بر پیدا کرون
خنجر غم سے کرون سینے کو اپنے چاک چاک	یاد مین اوس ایک در کی لاکھ در پیدا کرون
آسمان سے سب ستارے ہو کے پتھر گر پڑین	مین جو نخل آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون
بغض ایسا ہے اوسے ہر گز نہ آئے بھول کر	نقش حب کسطرح گر کتنے ہی گھر پیدا کرون

[illegible]

بلبل ہے چمن مین ایک ہمدرد | مین بھی کسی گل کا مبتلا ہون
آئینہ ہے جسم صاف اوس کا | کیون گر نہ کہے مین خودنما ہون
کہتا ہے یہ مشتری فلک پر | یوسف ترے ہاتون مین بکا ہون
رخسار وہ رکھ کے سوگیا تھا | گل تکیون کو روز سونگھتا ہون
خط لکھ کے جو ہے تلاش قاصد | مانند قلم مین پھر رہا ہون
مرجان کہے دیکھ دیکھ وہ ہاتھ | مہندی کیطرح مین پس رہا ہون
اتنی تو جفائین کر نہ اے بت | آخر مین بندۂ خدا ہون
ابتو مجھے غیب دان کہین سب | مین تیری کمر کو دیکھتا ہون
گویا ہون وقت کا سلیمان | پریون ہی پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہین حسن و جمال مین | سورج کے قبضے مین ہو کرن چاند ڈھال مین
خال سیاہ یار جو دیکھون تو ہون خجل | ٹھہرین نہ پتلیان کبھی چشم غزال مین
آنکھون مین چھا رہا ہے کس انسان کا خیال | آتی نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین
چلنے مین پائے یار سے آتی ہے یہ صدا | نسبت نہین تدرو کو تجھ چال ڈھال مین
ڈھڑکا شب فراق کا دل سے نہ جائیگا | ہو جائیگا وصال ہمارا وصال مین
تھا دل مین بوسہ اک خط جانان لکھا مانگیے | کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال مین
دل نے جو عشق زلف مین صدمے اوٹھائے ہین | لاکھون ہی بال پڑ گئے ہین اس سفال مین
دل مین ہی مو کمر سے ہم آغوش ہو جیسے | ہے کیا خیال اس دل نازک خیال مین

مطلع

بہانہ ساقی ہوش سے ہے لینے کا
نجاے بعد فنا خاک سے بھی بیٹھا بلی
دل و دماغ مرا جانتی ہے کیا بلبل
یقین ہی سر و لب جو بھی پائی پائی ہو
ہر ایک داغ ہی گل اور آہ سرو نسیم
تو اپنے چاند سے مکھڑے کو گر گرے گلزار

نہیں ہون نشے مین بہوش ہوشیار ہون نہین
مرون تو شیشہ ساعت کا پھر غبار ہون مین
نہ الجھون دامن گل سے کبھی وہ خار ہون نہین
جو تیرے پانو پہ سر رکھ کے اشکبار ہون نہین
وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون نہین
بلال کہنے لگے اس چمن کا خار ہون نہین

ادھر تو دیکھیو گو پانے گل کھلائے ہین
ہجوم داغ سے کہتا ہے لالہ زار ہون نہین

دماغ اور ہی پاتے ہین ان حسینون نہین
خیال زلف ہی یون عاشقون کے سینون نہین
کمال حسن ہے ای چرخ ان حسینون نہین
قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا
ہمارے ماہ کو یہ زاہد و نے سجدہ کیے
بتون سے دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے
خوشی کا روز ہے اب تو گلے لپٹنے دو
اس ایک خال پہ ای ماہ تو نہو مغرور
جو ماہ شام کو نکلے تو صبح کو خورشید

یہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینون مین
کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوے خزینون نہین
ہین آفتاب عذار و نہین مہ جبینون مین
لگائین آئینہ دل جو دور بینون مین
ستارے ٹانگے گھٹے جو تھے جبینون مین
کبھی وہ دن تھے کہ ہم بھی تھے ہمنشینون مین
نظر پڑے جو مہ عید سال مہینون مین
ہزارون داغ ہین یان عاشقون کے سینون نہین
ہے اتفاق نہین دیکھو حسینون مین

سبزہ تک اپنی قبر کا خوابیدہ ہو گیا
پر ہم کو نیند آئی نہ اکدم مزار مین

او برق طور تا بکجا لن ترانیان
پتھرا گئین ہین آنکھین مری انتظار مین

جائین کب آشنا ترے دریا کی سیر کو
اشک رواں سے رکھتے ہین دریا کنار مین

یہ کس نے آکے قبر پہ بے چین کر دیا
کیا سو رہے تھے چین سے کنج مزار مین

آیا ہے خواب بھی شب وعدہ اگر ہمین
آنکھین کھلی رہی ہین ترے انتظار مین

خاک چمن سے کیا ہے مرا کالبد بنا
داغون سے گل جو کھلتے ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بھی حسن پرستی سے کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن آنکھون سے اسکو لگا کے مین
موتی پروؤن یار کے پھولون کے ہار مین

کیون منھ سے بولتا نہین نکلا ہے کیا تو خط
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین

روتی ہین یاد گوہر دندان مین رات دن
موتی بھرے ہین مثل صدف یان کنار مین

کہیے وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر
پیدا ہوا ہے لعل بدخشان تتار مین

فرہاد کی یہ آنکھین ہین شیرین کو ڈھونڈھتی
اے دل غزال پھرتے نہین کوہسار مین

موذی ہے چرخ اس سے نہین کجروی بعید
سچ یون ہے راستی نہین رفتار مار مین

تجھہ بن نہین یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

تو سن کے ساتھ دوڑون جو مین منع کر نہ تو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پھولو نکا ہار بنگیا ہے موتیو نکا ہار
ایسا خوشی سے پھول گیا دست یار مین

نفرت یہ ان گلون کو ہے مہکے بعد بھی
ہوتا نہین ہے گل مری شمع مزار مین

دیوان ۵۵

پاؤن سے اپنے آئیگی صحرا مین بھی بہار	چھالے ہمارے پھول پرونین گے خار مین
واجب ہے آب تیغ سے کر لیجیے وضو	سجدہ جو کیجیے خم ابروے یار مین
دریا مین اوسکے تیر مژہ کا پڑے جو عکس	سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین
آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین	اپنے اور اوسکے شکوے کیے انتظار مین
ناسور ہو گئیے ترے دانتون کے رشک سے	روزن نہین ہے یہ گہر آبدار مین
کھا کھا کے گل ہوا ہون جبین میری خاک کے	طاؤس بنتے ہین چمن روزگار مین
آتی ہے فصل گل مجھے جوش جنون ہوا	زنجیر در سے باغ کے باندھو بہار مین
کرتی ہے صاف آئینے کو خاک دیکھ لے	جوہر نہ پوچھ جو ہین ہر اک خاکسار مین
رکھتے نہین غرور سے وہ پاؤن عرش پر	چلتے ہین سر کے بل جو رہ کوی یار مین
بتلاؤن کیا وہ کیسی ہے آرام کی جگہہ	سو جائین پاؤن جاؤن اگر کوی یار مین
اپنے سوا نہین ہے کوئی اپنا آشنا	دریا کی طرح آپ ہین اپنے کنار مین

گویا کبھی ہے پاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

روز دکھلاتا ہے طوفان دیدہ تر سیکڑون	ایک پل مین ڈوب جاتے ہین یہان گھر سیکڑون
فرقت ساقی مین کھائے داغ دل پر سیکڑون	میکشو ہے ایک مینا اور ساغر سیکڑون
فتنے برپا ہوتے ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون	دم بدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون
اپنے رونے کے ہمین لکھنے ہین دفتر سیکڑون	اے صبا طیار کر موجون کے مسطر سیکڑون

[illegible]

فکر ہمتی ہے کسی سرو سہی کے وصف کی
راتدن سولی پہ رہتے ہین منصور سیکڑون

چاہ مین اوسکی گرا دیتے کنوئین مین آپکو
میرے یوسف کی اگر ہوتے برادر سیکڑون

نقش جب لکھوا کے ہمنے اوس پری کو عشق مین
خانۂ عامل کو بھی جھکوائین گھر سیکڑون

مثل طفلان حبشیون سے ضد ہے چرخ پیر کو
گر ملے منہہ کی کرین برسا کے پتھر سیکڑون

بندۂ ساقی کوثر ہون مین گر یاد وقت نزع
لائینگی بھر بھر کے حورین جام کوثر سیکڑون

تو نہین ہے آگے آنکھون کے تو دل خرم نہین
جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین

بن ترے فردوس مین بھی دم مرا خرم نہین
نخل طوبی نخل ماتم سے مجھے کچھ کم نہین

بعد مردن بیقراری سے قرار اک دم نہین
سنگ مدفن بھی ہمارا آسیا سے کم نہین

مثل ساغر لب سے لب اپنا ملا دے ساقیا
جام ہے شیشہ ہے ہم ہین کوئی نامحرم نہین

دل پریشان ہو گیا اوسکی پریشانی ہاے
دو جہان برہم ہین وہ زلف دوتا برہم نہین

قتل کرکے مجھکو کیا وہ سر جھکائی شرم سے
اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین بھی خم نہین

وہ سلیمان ہون کہ ہے ملک جنون زیر نگین
حلقۂ خاتم سے اپنا طوق گردن کم نہین

مرگیا جب مین تو آیا قبر پر وہ سیم تن
خاک ہو جانا دلا اکسیر سے کچھ کم نہین

اے دل ناداں کہیں دیتے ہین میٹھا زہر ہے
کون کہتا ہے لب شیرین مین اوسکے سم نہین

بس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر
گردش اپنے محبت کی کچھ آسیا سے کم نہین

مرگیا ہون مین وہ کہتا ہے کیا ہے کچھ فریب
دم سمجھتا ہے وہ ظالم اور مجھ مین دم نہین

کیون ہنون سب رنگون اوس بت کی ابرو دیکھ کر
سامنے کعبہ کے دیکھے کس کی گردن خم نہین

۵۷

باتون ہی باتون قاتل نے مجھے مار دیے ہین
شمشیر کی زبان سے بھی جو پکارتے ہین
ساقی کی ابروؤن پر دل اپنا وارتے ہین
اس طاق پر سے شیشے صدقے اوتارتے ہین
دل بھی دیا بتون کو [illegible]
اب تک مجھے مسلمان کافر پکارتے ہین
بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا سے چھائی [illegible]

[illegible]

مجنون سے کس قدر ہو یاد گن بر میدان مین
یاد فن ۔ کیون ہے تو محو زیب تن ہو موت ... سامان مین
ہے جلوہ تو یوسف ہے خورشید روم ذرہ اس
ہے جلوہ ہے اوس کا جا سو گیا ہے بیان مین
ہے سب کو شوق بشر جیتی زنگین بیان مین
اوس لب کی کس قدر سرخی دیکھ کر ہو دا ہوا
کان مین ۔ قندرے کی بیتابی مری بالی کی جھلی

گو جام سے خالی ہوا بھر سر نا پیالہ عمر کا
بے دور ساغر زمانا پار ... دوران سر
قدرت خدا کی ہے بتوہم اوٹھین در سے بیٹھے وہ

ویسی ہی اوسکے سگ سی لبعد از فنا بھی الفت	ہر استخوان ہے اوسکو ہیون کی پکارتے ہین
آنکھین کہا کی کسنے دیوانہ کر دیا ہے	بادام پتھرون پر سر دی دی مارتے ہین
ہم سکو جانتے ہین دیوانہ اوہی کی کا	لیلی کہی ہو تو مجنون کہکر پکارتے ہین
کیا ہی ہوا اجل کا مجھہ پہ قدم مبارک	ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین
کوچے مین اوسکے جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون	منزل تلک پہونچ کر سب بوجھہ اوتارتے ہین
اوس شہ پہ ہے سقر رشیر خدا کا سا یہ	جسکے سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین

بازی بدی ہے اوس سے بوسونکی ہمنے گویا
ہے جیب یون بھی اپنی کینے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دہیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین
تجکو جو ای رشک پری اب از دلون نفرت ہوئی
صورت گر افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو مہمان
رکھتے نہین اب جان جان غیر از کباب اخوان مین
تجھہ بن جو بے چینی رہی وہ گوشش زد ہو جائے گی

... دیوان حسرت ... سر کیا نیاز خ ... بستی ... صبر کی جھی
خنجر ... مین ... نشان ... پھر ... دیدہ ... ان نشان
عشق ... جیتے ... بیان ... کی تعریف ... مین
حیوان ... کشش ... سر ... خدا
قطعہ ...

[illegible]

[illegible]

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین
چال ایسی چل کہ زمین ٹھوکر نہ کھاے
بوریے پر بیٹھ قناعت اے فلک
کر دیا یہ ضعف نے نازک مزاج
اوٹھ گیا کیا یان سے وہ شور پسر
چشم احول مین نظر آتا ہے ایک
آسمان ہنستا ہے اوسکی چال پر
پھر گیا ہے آب وہ مہر و مرا
نعش پر گویا کی کہتا تھا وہ شوخ

عشق کی دولت سے یان کیا کیا نہین
اس مین کیا نادان تجھی جانان نہین
آرزو ہے مسند دیبا نہین
نازنینونکا بھی ناز اوٹھتا نہین
جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین
کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین
جو کہ اپنی چال پر روتا نہین
کچھ فلک تجھ سے مجھے شکوا نہین
ق اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین
سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
روے آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہو
کام کیا مجھ مست کو تیری گل و گلزار سے
عشق خاک پاک بازون کا گریبان گیر ہو
مین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجھکو دیکھکر

خاک سے رغبت رہی ملنا ہی اکدن خاک مین
صید کیا صیاد بندھتے ہین تری فتراک مین
آگ پوشیدہ بھلا کب ہے خس و خاشاک مین
باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین
گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین
اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

[illegible]

اہی گل جو ماری ضعف کی منہ سی نہ نکلی بات
بانگ شکست رنگ سی ہم گفتگو کرین

آلے لگے شراب کی بو اونکی منہ سی بھی
ہم میکشون سی زاہد اگر گفتگو کرین

محو شراب ایسی ہین ہم مست ساقیا
آلے صدای قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ ترے رخ ناشستہ کی حضور
شبنم سے گل ہزار اگر شست وشو کرین

دیکھین چمن مین گر قد موزون کو تیری سرو
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دن کو چراغ کشتۂ مہتاب جل اوٹھے
اکدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئے چمن مین تو جو برنگ نسیم گل
ای سرو تیرا وصف لب آب جو کرین

ہنستے ہوئے تم آؤ جو گلگشت کے لیے
رونے کا میرے ذکر لب آب جو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانہ نزار
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سے بطِ می بھی اوڑ چلے
ساقی کی وان سراوٹھکے جو ہم جستجو کرین

اللہ ری لاغری ہم اگر چاہین آبجون
حلقے کو چشم مہر کے طوق گلو کرین

کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو روئین جام
شیشے گلون کو کاٹین جو وصف گلو کرین

دوستی نہین ہے یار کے تین جسمہ آو گلیان
کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین

مانند گرد باغ سے اوڑ جای رنگ گل
اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

ناسخ نہین غزال مضامین کو دا آئے
تحریر ہم جو وصف خط مشک بو کرین

تقریر بوی گل ہے گلبرگ ہو زبان
ہم اپنے گل کی گر صفت رنگ بو کرین

اپنے فرزے پہ لخت جگر یون ہی جلوہ گر
روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

ہون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان	گر پیار سے بھی ہم سگِ جانان کو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتے ہین — بت کہان خوفِ خدا کرتے ہین
سر ہمارا تن سے جدا کرتے ہین — درد کی آپ دوا کرتے ہین
آتشِ غم نے مگر پھونک دیا — دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین
جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل — پیرہن اپنا قبا کرتے ہین
خون روتی ہے چمن مین بلبل — ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین
خمِ ابروے صنم کو دیکھین — ہم یہ کعبہ مین دعا کرتے ہین
اپنے ساقی کو شبِ فرقت مین — یا نبی پی پی کے دعا کرتے ہین
روز دو چار کا خون کا کرتا ہے — دست و پائے سرخ رہا کرتے ہین
مر گئے پر ہدفِ تیر ہے خاک — جابجا تو دے بنا کرتے ہین
دہنِ زخم سے ہم قاتل کے — تیغ کو چوم لیا کرتے ہین
شورِ محشر سے ڈرین کب عاشق — ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
ہوتے ہین دل مین نہایت نادم — خون بے جرم کیا کرتے ہین
مہندی ملنے کے بہانے قاتل — کفِ افسوس ملا کرتے ہین
عوضِ بادۂ غم ساقی مین — خونِ دل اپنا پیا کرتے ہین

دار ہی قامت نہیں پھانسی کا ہی گیسو نہیں
برسرِ مژگان نہیں تلوار ہے ابرو نہیں
درد پہلو میں رہا کرتا ہے جو [illegible] تو نہیں
ہجر میں بھی ایکدم خالی مرا پہلو نہیں
کیا تری الفت میں رسوائی ہی رسوائی ہوئی
آبرو جاتی ہے آنکھوں کو رواں آنسو نہیں
آتشِ غم سے مرا دل کیون نہ جلکر کباب
ابر ہے مینا ہے [illegible] ساقی تو نہیں

[illegible]
شمع دریا کھاتی ہے ظالم تری تلوار میں
[illegible] زبان منقار میں
[illegible] گلزار میں
[illegible]

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آزما قاتل
حباب ایجان کیون ہے تجھکو میری پاس آنیسے
تیغ زن ہیں پستان اور ذقن بھی سیب میں ہے
دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا
پڑا ہے اسپہ تو زلفِ درازِ یار کا سایہ
زبان حال سے کہتا ہے تیری کان کا موتی
حنائی ہاتھ سے نسبت نہیں خورشید تابان کو
حسین لیلی ہے کیا پر دیکھیے میری یار کو مجنون
لڑائی یار سے ہے ایدلِ نازان تری باعث
لگاؤ کرکے یہ حیلہ کہ تھوڑی رات باقی ہے

سوا میری کوئی سینہ سپر ہووے تو میں جانون
سوا غم کے تری کوئی اگر ہووے تو میں جانون
کوئی قد سا نخلِ بارور ہووے تو میں جانون
کوئی دنیا میں تجھسا مفت بر ہووے تو میں جانون
قیامت تک شبِ فرقت سحر ہووے تو میں جانون
ہمدمین ایسی خوبی سے گہر ہووے تو میں جانون
مقابل اوس کف پا کے قمر ہووے تو میں جانون
دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو میں جانون
نکر تو شور اتنا ہجر جو شر ہووے تو میں جانون
ابھی تم کھول دو زلفیں سحر ہووے تو میں جانون

کوئی دم سو نے دے سر رکھکے اوسکا اپنے زانو پر
جو پھر گویا کبھی گاہے دگر ہووے تو میں جانون

اے صنم تیوری ہے جوہر ابروِ خمدار میں
ہے دل پر داغ اپنا چین زلفِ یار میں
آسمان کہتی ہیں جسکو وہ زمین شعر ہے
اے مری مہرو تو وہ یوسف ہے گر چھوٹون بکے
میں وہ ہون آتش بیان مجھ جو میری روبرو

ورنہ ہے یہ عیب ہووے گا بل اگر تلوار میں
آشیان طاؤس نے باندھا دہانِ مار میں
ماہ نو مصرع ہے وصفِ ابروِ خمدار میں
چرخ سے آئے اوتر کر مشتری بازار میں
آگ لگ جائے زبانِ مرغِ آتشخوار میں

[illegible]

[illegible]

اسیرانِ کمن پر نازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اوڑنیکی تب آزاد کرتے ہین

جو ہم وہ مصحفِ رو دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر ہنسکے کیا کہتا ہی قرآن یاد کرتے ہین

کسی کافر کے کوچہ کا جو اکثر دھیان رکھتے ہین
تو سوتے مین بھی سیرِ گلشنِ شداد کرتے ہین

رقم کرتا ہون جس دم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا خامۂ فولاد کرتے ہین

جو سیج ہے نہین بی حکم جنبش ایک ذرّے کو
تو بس ہم وہی کرتی ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین

پہنکر طوقِ منت کا وہ پھر وہ ہنسکے کہتا ہے
مہِ کنعان کی زندان کو ہم آج آباد کرتے ہین

جسے یہ ذبح کرتے ہین نہین پھر دیکھتے اوسکو
یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتے ہین

دُرِ دندانِ جانان کا دکھایا کرتے ہین نقشہ
ہمارے اشک کا رمانی و بہزاد کرتے ہین

دلا دیتے ہین اکثر فاتحہ ہم آبِ شیرین پر
سدا وحشت مین روحِ کوہکن کو شاد کرتے ہین

مثالِ زخم اپنی منہ سے بوی خون لگی آنے
کہ ہردم ہم بیانِ خونریزی جلاد کرتے ہین

بڑھاتی ہین لگے گلے سے یار کی ہم طوقِ منت کا
زلیخا قید سے یوسف کو آج آزاد کرتے ہین

صفت ہوتی ہی جانان جس غزل مین تیری ابرو کی
تو ہم ہر بیت پر آنکھونسی اپنی صاد کرتے ہین

نہین ہم شغل سے رہتے ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بھولجاتی ہین خدا کو یاد کرتے ہین

کوئی منصور کے حق کہنے کو سمجھا نہین ابتک
وہ خود کو بھولجاتے جو اوسکو یاد کرتے ہین

جنون خیزی چمن مین کی جو اوسکی قدِ موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتے ہین

مقید ہون مین اعضا کی رگونسی ناتوانی مین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتے ہین

نہین ہے درمندِ عشق کو کچھ کام نالون سے
دہانِ زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

ردیف واو

قاصد سے تو اب پوچھتے کچھہ دل ہے دھڑکتا
تھا آج کا وعدہ سو کہا آؤنگا مین کل
بن تیری اگر جاؤ نہین گلگشت چمن کو
گل گل مری بیکل اوسے کرتی ہے کرون کیا
زلفون کی پریشانی سے کیا دل ہے پریشان
غنچہ کوئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو
کسطرح سے ہو زیست بھلا کچھہ تو کرو انصاف
اوس گل کو چمن مین ہو جو ہنجوار کسی کچھہ فروق
کسطرح سے کہتے بیٹھون اوسے چل مرے گھر کو

پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیونکر مجھے کل ہو
سینے کو ہوا تیر ہو پھل برچھی کا پھل ہو
یارب دل ناداں کو کسی طرح سے کل ہو
شانے کا ترے ہاتھہ الٰہی کہین شل ہو
کچھہ منھہ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہین حل ہو
بیتابی ہو یان اور ادھر لیست و لعل ہو
ہر غنچہ گلزار صراحی بہ بغل ہو
کہتے ہین تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کسکا ہے منھہ اوس سے کرے بات
ہر بات مین جس کا فرطناز کے جھل ہو

چلے ہم اے جنون جب فصل گل مین گلشن کو
سمجھ کر چاند ہمنے یار تیری روے روشن کو
جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کر دو نہین دل کو
کرون آہین تو منھہ کو ڈھانپ کر دو شمع کہتا ہے
شرر سنگ لحد سے جھڑتے ہین لطف چراغان ہے
نہ تھا گردن کا ڈور الکم مری ایمان لینے مین

عوض پھولون کی بھر دی سحر گلچین نے دامن کو
کہا بالے کو ہالہ اور بنو طوق گردن کو
لڑاؤن دوست سے اپنے مین اس بدخو کی دشمن کو
ہوا سے کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو
لگایا کرتے ہین اڑ کے جو پتھر مرے مدفن کو
پنھایا کس لیے زنار اوس طفل برہمن کو

جھکا دی ہین کتو ہین جاہ فرقین کی طبع موزونکو
بنایا یوسف گم گشتہ کی مانند مضمون کو

مجھے ذوق شہادت بعد مردن بھی ہی ای قاتل
بھری دامن تو آب تیغ سے دھونا مری خون کو

خوشی ہو کر جو وہ مہرو گلے میرے چمٹ جاتا
ہلال عید پھر کہتا مین اپنے بخت واژون کو

دکھاوی ای جنون الفت نے مجھکو جبکہ بکیرنگی
مین سمجھا خیمۂ لیلی سواد چشم مجنون کو

بگولہ ہالۂ مہتاب ہی میرے بیابان کا
فلک تب بہ کہا کرتے ہین وحشی میری ہامون کو

تصور اسقدر رکھا ہی مین نے زلف مشکین کا
بنایا ہی برنگ نافہ ہر اک قطرۂ خون کو

نہایت کچھ مکدر ہوکے لیلی وہان سی پھر آئی
غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو

مے الفت کی متوالی جو ہین ای ساقی بیہوش
صراحی کہتے ہین گردن کو ساغر چشم میگون کو

دکھایا اوس نے دریا پر شب مہتاب کا عالم
مجھے روتے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو

کہی جب وصف رخ مین شعر بندش وہ صفائی کی
ہزارون پیچ سے باندھا کیے زلفون کے مضمون کو

فلک کو ای ہم صورت یہ تو احسان کرنا تھا
شراب عیش سے بھرنا تھا جام بخت واژون کو

سراپا ہم نے مضمون اوس قد بالا کی باندھی ہین
زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھی پست گردون کو

مین سمجھا کوئی گل سرو گلستان نے کھلایا ہی
جو دیکھا پھول سی چہرے کو اور اوس قد موزون کو

ہی بستر اطلس گردون کی یہ پوشاک عریانی
ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو

صدائے قلقل مینا ہی محفل مین اے ساقی
دکھا دی چشم میگون کو دکھا دی چشم میگون کو

مری گردش کی افسانی سنے ہین سنا اس نے
اسی باعث سے ہے دوران سر مدت سے گردون کو

کہی جب اپنی گردش کر دیا اوسکو تہ و بالا
بنایا شیشۂ بازیگران مینای گردون کو

روشن ہو جہان شمع وہان کیون نہ دھوان ہو

عنقا کہین ظاہر مضمون دہان ہو

طوق میری ہی گلے مین تجھے نہین ہے ناصحا
جسکی جانب او سنے دیکھا مر گئے ہم رشک سے

ٹھہرنا مشکل ہے مجھ دیوانے کی تصویر کا
یہ کھلا ہی ضعف سی پہونچا وہ اپنی جیب تک

کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان مین
تا بہ گردن وان کبھی دیکھا زلفا کی زنجیر کو

ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو
پانون سے پہلے بنا یا چاہیئے زنجیر کو

اب گریبان گیر کھینچے خار دامنگیر کو
رہیے اپنے گھر مین اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندھے ہین غزال چشم کے
فکر گویا نے کیا شرمندہ آہوے گیر کو

یان شکوۂ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو
گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی

تو تیغ لگا دیجئے دہن زخم سے ہنس دون
گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب

جا سکتا نہین بخشش گریہ سے کبوتر
وہ کون سی جا ہی کہ نہین جلوہ نما تم

سانیکے کسطرح کیون نکر و سرو کو پامال
مجھ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی

چھا جائے گھٹا اوس مسی آلکا جو ہوا ذکر
مت پوچھ مرا ضعف اگر رونے لگون میں

جو زخم لگے وہ بھی شکرانہ دہان ہو
قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو

قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھ سے بیان ہو
بے منت قاصد مرا مکتوب روان ہو

مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

قسمت نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو
مر جاؤن تو پھر خاک مری ریگ روان ہو

منھ بر سے مرے رونیکا گر حال بیان ہو
کیا دخل کہ آنسو مری آنکھونسے روان ہو

یاد دندان مین اگر اشک فشان ہو

جبیب ... طور ہمارے مزار کو

حال دل واعظ ...

لاسکے کا پھول بھید یا خط مین یار کو

آنکھون مین دے کے سرمۂ دنبالہ دار کو

کرتا زبانہ ابلق لب ... وہن

بولا ابھی یہ باؤ کے گھوڑے پہ ہے سوار

دو دش صبا پہ دیکھ کے سر کے غبار کو

دست طمع دراز سبھی شاخ گل کرین

دیکھیں اگر چمن مین گل نقش یار کو

[illegible]

ردیف ہا

نہین تیری جفا وفا ہے یہ — قتل کرنا جو ہے ادا ہے یہ
سر قلم کیجیے روا ہے یہ — اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ
چبھ رہا ہے جگر جو مثل کباب — عشق میکش مین بس مزا ہے یہ
خون عشاق کو وہ کہتا ہے — دست و پا کے لیے حنا ہے یہ
اتنی بدخوئیاں نہین اچھین — کہہ نہ بیٹھے کوئی برا ہے یہ
کوستے ہو جو ہاتھ اوٹھا کر تم — اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ
گاہ ہنستا ہے گاہ چین بجبین — وہ تو شوخی ہے اور ادا ہے یہ
ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اوسکی — راست قامت ہے کچھ ادا ہے یہ
خط کو اپنا جواب نامہ سمجھ — یار نے مجکو بس لکھا ہے یہ
اس کو دستار سرخ مست سمجھو — خون عاشق کا سر چڑھا ہے یہ

ہے فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچے کا گدا ہے یہ

نیم بسمل کیا ادا سے ہے یہ — عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ
شب وصل صنم دلا ہے یہ — بوسے ہونٹون کے لے مزا ہے یہ
دل کو کیون پائمال کرتے ہو — نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہ

قد جانان نہین قیامت ہے یہ
زلف جانان نہین بلا ہے یہ
[illegible]
ہو شہادت نصیب گویا کو
قدری شاہ کربلا ہے یہ

ردیف یا

[illegible]

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف
کیا مری طبع مین روانی ہے

ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور
کیا کرون عالم جوانی ہے

کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ
کب خدائی مین اوس کا ثانی ہے

نہ مرے زخم پر رکھو مرہم
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

سر کٹائین گے شمع سان خاموش
گریہی اپنی بے زبانی ہے

ہمنشین شمع ہون جو اشک فشان
کار عشاق جانفشانی ہے

مینھ نے گھر مرے رکھا اوس کو
یہ بھی تائید آسمانی ہے

دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتے
ناتوانی سی ناتوانی ہے

قد موزون کے عشق مین گویا
رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے
مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے

تجھ سے مغرور کی جھکی گردن
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے
دیکھیے کس کی موت آئی ہے

پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا
ہم سے برگشتہ اک خدائی ہے

بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا
کج ادائی سی کج ادائی ہے

آپ کو جانتا ہے آئینہ
صاف یہ اوسکی خودنمائی ہے

تم مرے کج کلاہ کو دیکھو
یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

حضرت عشق کی دوہائی ہے

بات دشمن نے یہ بنائی ہے

۶۹

سوزش مری دل کی دیکھہ ایاہ
وہ طفل نصیری آئے شاید
گردن روبلی تھی شمع سرکش
بس رکھدیا خط مین برگ سوسن
ٹھکرا کے چلے جبین کو میری
یہ رشک ہی منھہ جو یار دیکھے
کھولا تھا مین راہ کوے قاتل
اوسکی گردن تلک نہ پہونچیا

گر سیر اس برج آتشی کی
قسمین دون مرتضے علی کی
کیون اوسکی گلی سے ہمسری کی
جب لکھہ نہ سکے صفت مسی کی
قسمت کے لکھے نے یاوری کی
صورت دیکھون نہ آرسی کی
تو نے اے موت رہبری کی
اے دست دراز کوتہی کی

دل کو پالا بغل مین تو نے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو پنہان تھا وہی ہر سو عیان ہے
سراپا ماہ کا تجھہ پر گمان ہے
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے
جو پہونچے ہاتھہ زنجیرون کو توڑین
گیا ہے کوچۂ قاتل مین اب دل
سنے ہو پہونچا گے تا قیامت

یہ کہیے لن ترانی اب کہان ہے
زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے
برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
تری تلوار قاتل گل فشان ہے
اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے
مسلمان وارد ہندستان ہے
ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

زر و دینار سے آتا ہے جانان
فقیرون پاس یہ سامان کہان ہے
گئی ہے یاد دندان مین مری عمر
کہ کشتی آب گوہر مین روان ہے
ادا و ناز و غمزہ ساتھ سے ہے
مرے یوسف کے ہمرہ کاروان ہے
الہی دی آگ نالون نے فلک پر
فرشتون کی زبان پر الامان ہے

زار اس حسرت سے رویا مین لپٹ کر یار
آج جو جاہی سو کہہ وعدہ ہی کل دیدار کا
ابر مین بجلی چمکنے کا مجھے دھوکا ہوا
چشم جانان مین جو دیکھا سرمۂ دنبالہ دار
حسرت دیدار نے مجکو کیا یہ ہجواس
یاد آیا دل نہین اپنا ملا تھا خاک مین
چشم تر مین پھر گیا اوس سرو قامت کا خیال
کیا تصور ہے جو دیکھا اپنے جسم زار کو
کھینچ لی تلوار جب اپنی کمر سے یار نے
خبت کو ہی بتان مین جب کھا مینے قدم
دوسرا مصراع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک

دیدہ روزن مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
لن ترانی پھر کہان جب تو نظر آیا مجھے
جب کھلے بالون وہ آتش رخ نظر آیا مجھے
بستہ اک زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے
جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے
رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے
سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجھے
مین یہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے
باڑھ کا ڈورا کمر کا مو نظر آیا مجھے
جام کوثر کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
مطلع ایجاد جانان تو نظر آیا مجھے

اک غزل کی اور بھی تکلیف دیتا ہون تجھے
شاعرون مین اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

ای سگ جانان نہ جب دم تو نظر آیا مجھے
شرم سے اوس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے
اوٹھ کے اس پہلو مین تو بیٹھا تو فرط شوق سے
ہوا وہ مجنون خیمۂ لیلی سمجھ دوڑا ادھر

استخوان کا دردے دار و نظر آیا مجھے
گردن آہو مین بالھنگرو نظر آیا مجھے
دل بھی اس پہلو سے اوس پہلو نظر آیا مجھے
جب سواد دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

دیوان اسیر

۷۱

ہو گا کوئی مجھ سا محو تصویر
جسے دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں تو ہے
مگر ہو یار تو صاف کہدوں
نہ کیونکر ہو خود بیں کہ آئینہ رو ہے
کبھی رخ کی باتیں کبھی گیسوؤں کی
سحر سے ہی شام تک گفتگو ہے
محبت جتاؤں تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے
ملادے لب جام کو سب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہے آب جو ہے
نہ کیونکر دماغ آسمان پر ہو پیدا
بغل میں مرے ساقی ماہ رو ہے
نہیں ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے
ہوا ہوں زخود رفتہ میں خط جو لکھ کر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے
چمن میں بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے
نہ ہو وصل تو راتدن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے
کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید
صبا آج جو تجھ میں پھولوں کی بو ہے

نہیں چاک دامن کوئی مجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہے لہو گر تری تیغ سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ نہ تری تیر سے ٹپکے
اللہ رے نزاکت جو شب ماہ میں نکلے
گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے
آہوں سے مری اور بھی دوزخ میں لگی آگ
جنت کا امکان رونگی تاثیر سے ٹپکے
ہم ایسے ہیں پیاسے کہ تو رکھدے جو گلے پر
پانی وہیں قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

[illegible]

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے	خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے
عندلیبون کے مثال نقش قدم	جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس نے سمجھہ کے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھادے	بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکادے
اثر کچھہ تو اے آہ سوزان دکھادے	رقیبون کے دوچار گھر تو جلادے
اگر دیکھی چاہ ذقن اوسکا یوسف	تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرادے
مین منصور ہون زاہد وحق کیون گا	اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھادے
پڑے اشک اور آہ سوزان کی بس مین	یہ چاہے بہادے وہ چاہے جلادے
بھلا کچھہ تو اکام اے جوشش گریہ	کہ غیرون کے دیوار و درکو گرادے
اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ	ہے احسان شب ہجر مین گر سلادے
اگر آپ ہی تیرے خنجر مین قاتل	ذرا میرے دل کی لگی کو بجھادے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو جھٹکیون مین اڑادے

جسم وہ حیران جہان آئینہ ادراک ہے	چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے	دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے
چہرہ گلگون ہے گلشن قامت ہے زیبندہ سرو	گوشہ نازک ہین گل تر غنچہ گلناک ہے

[illegible]

دیوان گویا ۷۳

لگین گر تیر مژگان تو لیے ہین آرزو میری
ہو ہم پاس حسرت الکیو ہے بیکسی الکسو
مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشی گا

مجھے یہ تیر باران کم نہین باران رحمت سے
ترے عاشق کا جاتا ہے جنازہ شان و شوکت سے
اگر اچھے کبھی ہونگے زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسے بے طرح روٹھا تھا لیکن مین نے اے گویا
منا یا لا کھہ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھسے روٹھا دیا کس نے
دام کاکل دکھا دیا کس نے
خم ابرو دکھا دیا کس نے
اے فلک ہم تو بیٹھے ہنستے تھے
آئینے مین دکھا کے تیری شکل
مین گیا اوسکے گھر تو کہنے لگا
نہین معلوم شوق قتل مین کچھ
نشانے کسی کی آنکھون مین
مانگتے ہی گناہگار ہوئے

میرے دل کو دکھا دیا کس نے
مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے
کعبہ دل گرا دیا کس نے
اوٹھتے اوٹھتے رولا دیا کس نے
مجکو حیران بنا دیا کس نے
گھر ہمارا بتا دیا کس نے
سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
نظرون سے گرا دیا کس نے
اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

لی ہاتھون مین یہ حنا کس نے
خون سر پر مرا لیا کس نے

زلفین بت کہ ہم نہین واقف
پکڑا یا دل کو اے خدا کس نے
یار دیتا ہے ہمین ہین نا
کیا گویا کو یار سا کس نے

نگاہان چین زلف یار سے ہے کان کا موتی
عوض دانے کے اوسکے دام میں ہوتی نگاہ دانا ہے
جو تلوار لگا کر دوش پر تو اوڑ چلے صاحب
پری کی سی ہے صورت [illegible] باقی [illegible] نا ہے
کبھی مژگان دکھاتا ہے کبھی سرخی کا [illegible]
مرا منصور کو شاید کہ سولی پر چڑھانا ہے
جھکاتے دیتے ہیں اگر [illegible] سر ہم جواے قاتل
زبان تیغ سے قسمت کے لکھے کو مٹانا ہے
نہیں پھولے سماتے بلبلین شوق آشیانے میں
مگر صیاد کو گلدام گلشن میں بچھانا ہے

مری آنکھوں سے [illegible] دور سے ہیں گوہر موتی [illegible] ہے
تصورات [illegible] ہم در بزدان جانان کا
ہم نے [illegible] جانب جنت روانا ہے
جلا ہے شمع [illegible] پروانوں کا دل [illegible] ہیں
کیا ارادہ ہے وہ تجھ ناتوان کو کیا توڑنا ہے
بلکہ [illegible] اوس کا بارہا ہوں
ہماری خاک کا شاید اوسے تو وہ بنانا ہے
کہیں تیغ نظر اوس ناوک افگن کو [illegible] دی
نشان تیر [illegible] میں جانا ہے
جو نظارہ [illegible]

چاندنی پر وہ سحر رکھے نہ قدم
تیرے ابرو کو جو ہلال کہا
مرون تو وہ جواب نامہ لکھے
ہاتھہ اوٹھا کر لگا جو کوسنے وہ
جو ہے بیگانہ آشنا ہے وہ
ہمکو نظروں سے دیکھتے ہیں آپ
جب سے اوس کوچے میں قدم رکھا
تجکو اونوجوان کہا بے مثل
ہمنے جب دیکھی چاندنی جھلکی
کاسۂ ماہ جب سے دیکھہ لیا

ہم فقیروں کا بوریا سمجھے
ماہ نو سے بھی کچھہ سوا سمجھے
خط نہ آپنے کا مدعا سمجھے
واہ رے ہم اوسے دوا سمجھے
ہم جو کہتے ہیں کوئی کیا سمجھے
چشم بد دور [illegible] سمجھے
کیمیا کو بھی خاک پا سمجھے
آج معنی [illegible] سمجھے
تیری اوتری ہولی قبا سمجھے
تب سے گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنی فہم سے نہ پوچھہ مت گویا
کچھہ نہ سمجھے یہ بارہا سمجھے

نہیں کچھہ غم گلستان سے جو فصل گل روانا ہے
کچھہ اوس ہمدم و شمع آج لازم ساتھہ جانا ہے
نہ ہم [illegible] میں بیٹھے ہیں کچھ میر [illegible] خنجر [illegible] ہے
مثال نقش پا [illegible] [illegible] میں سر او سجا
گریبان [illegible] دست جنون ہوگی [illegible]

وہ بلبل ہوں کہ گل کھا کے [illegible] گل کھانا ہے
جنازہ ہی پہ بہار [illegible] چمن شامیانہ ہے
جنون [illegible] کو [illegible] بھی [illegible] توڑا ہے
مگر قاتل ترا گنج شہیدان آستانا ہے
ابھی تو دامن صحرا کبھی [illegible] سے اوڑانا ہے

دیوان [illegible]

[illegible]

داغِ دل تازہ ہوا آہِ دلِ ناشاد سے
بیاہے معشوق کے ہمنام سے کبھی عشق ہو
دامنِ صحرا ہوا ٹکڑے پرای دستِ جنون
قامتِ موزون کا سایہ دیکھکر کہتا ہے شعر
سر کو پھوڑا کوہکن کی عقل پر پتھر پڑے
کون یہ صیاد گلرخسار آتا ہے صبا
ہون مین وہ بلبل کہ مثلِ طائرِ قبلہ نما
زخم جو لگتا ہے بنتا ہے دہان شکر وہ
پھوڑ ڈالا سر کو سنگِ آستانِ یار سے
یار اگر آتا نہین تو ہی شبِ فرقت مین آ

ہو گیا روشن چراغ اپنا گذار باد سے
جان شیرین کو دے کہنا تھا یہ فرہاد سے
جیسے صبحِ حشر بھی پھاڑین تری بیداد سے
کس کا ہے مصرع اڑا لگیا یہ مصرع اوستاد سے
کھود ڈالا ... خانہ ... بنیاد سے
شورِ بلبل کم نہین شورِ مبارکباد سے
منہ قفس مین بھی نہ پھیر خانہ صیاد سے
بڑھتی ہے میری وفا ظالم تری بیداد سے
ہم بھی او شیرین نہین ہین کم تری فرہاد سے
اے اجل تو نے بھی کیا ہم کو بھلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبدِ گردون نے گھبرا کر کہا
سر پھرا جاتا ہے اے گویا تری فریاد سے

ہون مثلِ زندہ مجھے نسبت سپند سے
کوچے مین زلف کی دلِ جانان یون ہو دوچار
عاشق کی آہ جائیگی اب عرش کے پرے
ہمکو خدا دکھائے بتو انقلابِ عشق
ہے آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک

نالے نکل رہے ہین مگر سینہ بند سے
جسطرح دردمند ملے دردمند سے
زلفِ دراز بڑھ گئی قدِ بلند سے
اپنا بھی درد کہتے پھرو دردمند سے
چڑھ جائیے فلک پہ ذرا اس کمند سے

کیا نگاہِ مست سے ساقی نے نظارہ کیا
اعتباراتِ جہان کثرت مین قعرِ وحدت کو دیکھ
آج افسانے سُنا کرتا ہے بہرِ خوابِ ناز
اس چمن مین خارِ چشم و ہر گل و نرگس ہے نین
ہے وضو بہنا لہو کا قتل ہونا ہی نماز
ڑ گئی ہے جان سی ہر ایک بیت مین اے صنم
دل تڑپ اجلتا ہی اب ہی جان تو آنکھونمین آ
رعد ہے نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر

محتسب سرشار ہے زاہد جو ہی ستانہ ہے
وہی مہمان وہی خانہ وہی صاحب خانہ ہے
دیکھ لینا بے خبر گل تو بھی اک افسانہ ہے
ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے
سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے
اندیون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے
دیدۂ گریان مژہ سے صورت خسخانہ ہے
جسکو بجلی کہتے ہین وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پر موقوف ہے
جو ترے کوچے مین آیا اے پری دیوانہ ہے

گم ہوا ہون نظرون سے ایسی ناتوانی ہے
آنکھ اوٹھا کے گر دیکھو یہ مین مہربانی ہے
وہ لگاتے ہین مہندی ہم بھی ہین لہو روتے
حال دل کبھی گر کہون تو کہتا ہے
پوچھتا ہی کیا ہے ہم حال زندگانی کا
سکتہ جبین کا ہل رخ ماہ تابان کا
کرتے ہو اشارہ کب ہاں اپنی ابرو سے

اب اودھر سے ارنی ہی یان لن ترانی ہے
لو دعا ضعیفون کی ثمرۂ جوانی ہے
وہان ہے مشق خونریزی یہان بھی خوف لغزانی ہے
اور ہین سنی قصے یہ بھی اک کہانی ہے
جیتے جی ہوا جانان خاک زندگانی ہے
اوسکی جو قبا کا رنگ آسمانی ہے
تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے

بیٹھا ہوا اگر نالے سے تو اسیر روتا ہے
حال خواب غفلت سے کوئی مونہ اوٹھاتا ہے
اور کہ سحر بلبل و بلبل برق گرائی مجھ پر
اٹھے سے سکندر سے ہمیشہ مری حیرت آتی ہے
اگر زینت سر مٹانے کے کانون سے
بانون بھی بزدون کی مین آنکھون گرائی ہے
ہو تو گریبان ہے اور ستارہ ہے نظر
سمجھا جاتا تھا کا رنگ آسمانی ہے
کیا عجب ہو ہے اس طرح ہو نتیجہ ترانی ہے
جس سے روز فنا تھا اودس سے جنت مین
جس کی یاد سے در کی یاسمانی کی
کس کا مین ہے تجھے رضوان جنت اہل جنت مین
جو وہ لہو رو کر تو بھاگا
برق تھا ہی زاری کی اور کبھی روتے
برق رنگ سے سوزان ابر پانی پانی ہے
سطرین اسکی ہین موجین اور یہ بحر در یا ہے
غیرت در شہوار گوہر معانی ہے
زخم کھا کے بازو کی مچھلیان ہوئین زندہ
آب تیغ اے قاتل آب زندگانی ہے

[illegible]

[illegible]

کشورِ دل مین کیا تلاطم ہے	بصورت اک انقلاب کیسی ہے
دل پھنسا جب سے زلف و کاکل مین	بحالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھ ہمت حسینؑ کی گویا
سب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے	میرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے
کچھ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون	ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے
شمع محفل وہ مجکو سمجھا ہے	شاید اسواسطے جلاتا ہے
عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین	چٹکیو مین وہ جب اوڑاتا ہے
زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ	دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے
گرمیان غیر سے نکر ظالم	جل رہا ہون عبث جلاتا ہے
برگِ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ	کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے
خاک سے بھی مری غبار رہا	قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے
غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے	جب چمن مین وہ مسکراتا ہے
مثل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم	جو ہمین خاک مین ملاتا ہے
تجکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم	کس لیے تو ہمین رولاتا ہے
دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے	خنجرِ آبدار لاتا ہے
دید کی آنکھ ہی نہین رکھتے	لن ترانی کسے سناتا ہے

[illegible]

اوس کی ہی تھی غرض تو بناتا تھا جام سے ... خراب کی
بوسے کے ... کیون مری گئی خراب کی
آیا جواب نامہ ... پھر اوس نے کھلا
تھی دیر اس ... نظر کے جواب کی
نوشتہ ... جوا و ... کی داو
تصویر ہون اوٹھی ... سے نام جواب کی
کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل ... نے فرد مین حساب کی
الغرض ... سے ساغر ... کھلا
منشی جناب ... جو کھولی تو یہ ... کی
بنیاد دیکھی نہین ہے تب ان خواب کی
گویا اسی سبب سے جناب رسالت مآب کی
الفت جو ہے جناب سے ہے اسد مغفرت ...

دیکھنا ہرگز نہین ہے ... کی محو زبانی ہے
ہزارون منھ سے ہے ایک تیری بدزبانی ہے
تڑپتا ہون مثال برق یاد یار جانی ہے
مجھے ابر شب ہجران بلاے آسمانی ہے
بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے
اسے گھر سے چلا وقت سحر جب شرم ... بت کافر
خدا کو بھی لٹو بنا ... یان تک بدگمانی ہے

دم آیا میری آنکھون مین نہ آئی تم نہ آئی تم
جسے مین دیکھتا ہون یار کی دانتو کا شیدا ہے
خرامان دیکھکر گلشن مین میری سرو قامت کو

اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امیدواری سے
منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے
لجا لو بنگئے نخل گلستان شرمساری سے

وہین دھو جائیگا دفتر بنے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمساری سے

پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کی
پیتے ہی مجکو دار و بیہوشی ہو گئی
مسکن کو اپنے چھوڑ کے زلفون مین جا پھنسا
کس شہسوار کی ہے قدسوس کی ہوس
کس کو پچھے کی نکال کے مارا ہی دشت مین
سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا
بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک ہین
پہونچا یا مجکو کوے بتان تلک
اے شہسوار یان بھی قدم رکھ کیجیو
دریا روان ہی فرقت ساقی مین چشم مین
پر تو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا
دیکھا تجھی جو خواب مین جاگی مری نصیب

دل ڈھونڈ رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی
تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی
وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی
صورت جو بنگیا ہی مہ نو رکاب کی
دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی
ناقوس آہ ہے دل پر اضطراب کی
تاثیر اب تلک ہے وہی اضطراب کی
بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی
ہے حلقہای چشم مین صورت رکاب کی
درکار ا ب ہوئی مجھے کشتی شراب کی
صورت لگی ستارے سے ملنے حباب کی
بیداری سے فزون ہوئی توقیر خواب کی

[illegible]

[illegible]

پڑی سایہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جاوے
سمندر میری سوز دل کی آگے پانی پانی ہے

ہمارا نامہ دیکر آہ بھی اک بھیجیو قاصد
جو پوچھے یار کہدینا یہ پیغام زبانی ہے

بچھاہی دشت مین ہر ایک جانب فرش کانٹو نکا
جنون مجھ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے

ہماری خاک پر آتے ہوئے جو تم مکدر ہو
عوض پھولون کی تربت پر مگر تیوری چڑھانی ہے

لکھا القاب نامہ مین مجھی نامہربان اوس نے
کیا بھولے ہوئونکو یاد یہ بھی مہربانی ہے

لگایا ہی جو اپنے دانت پر میرے شا لب نے
تو ہر ٹی چھری تلو ار سیر بن اوسکا پانی ہے

ہوا ہی تب کمین غربال سینہ اوسکی تیرون سے
اسی امید پر جب سے برسون خاک چھانی ہے

مرا لیجا کے نامہ تو جواب غیر لاتا ہے
یہ قاصد خط رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے

عوض نامی کے بھیجیں گے اڈکر لوٹن کبوتر ہم
اسی پردے مین قاصد دل کی بیتابی دکھانی ہے

ہم ایسا روئے تھے اگر وزاد سکے منھ پہ منھ رکھکر
ہوئی ہین مدتین بیتاب ذہن مین بھی آنی ہے

تری تصویر اگر کھینچے دہن کی جا لکھے مانی
خدا ہی عالم الغیب اور یہ سر نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتے ہین نہین کہتے
ازل سے یان تو گویا مثل ماہی بے زبانی ہے

ہمین اس قید الم سے تو رہائی ہوتی
شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی

آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی
اوس سے بھی آنکھ لڑاتے تو لڑائی ہوتی

خود فروشی سر بازار جو آئی ہوتی
ان بتون کی تو خریدار خدائی ہوتی

وعدہ دیدار کا ہے شکل دکھائی ہوتی
کل جو آنی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی

خاکساری کر اگر در پہ سے اوٹھ سکتا ہوتی
اے فلک تو نے زمین سر پہ اوٹھائی ہوتی
وہ بری آپ تھا نظم سب کی کرنی تھی
خاک بری قبر آدم تو اوڑائی ہوتی
تو اگر بندہ نوازی سے مٹی کی جو دیوار اوٹھائی ہوتی
اسکا جو نکتہ چین تمہارے سے خدائی ہوتی
گر کسی کو کوئی بات بنائی ہوتی

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجکو
گل نہ سنتے تری فریاد یہ یون ای بلبل
آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا
دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی
مہر و مہ ہوتے مری طرح ترے دیوانے
ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ
ہمسر ساقی مین جو ہم آنکھ سے دریا روتے
مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کہین جذبۂ دل
بادشہ وقت کے ہین دولت ناموس سے ہی
عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا
ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنون کی شبیہ
تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید
درد ہوتا مری زخمون مین تو میٹھا میٹھا
ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا
مر گئین تھین وہ چمن مین تجھے لازم تھا صبا
سنگ در لہر کبھی آتا تو پے استقبال

کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی
مرے نالون کی اگر طرز اوڑائی ہوتی
مرے اشکون نین جو قاتل نے بجھائی ہوتی
اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی
چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی
شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتی
خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتی
محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتی
مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی
لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتی
بعد مرنے کے مری خاک اوڑائی ہوتی
لاکھ ہم چشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتی
اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتی
شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی ہوتی
سرو قد قمریون کی خاک اوڑائی ہوتی
ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتی

نظارۂ رخ ساقی سے کیا بستی ہے
پیری آفتاب پرستی بھی ہے پرستی ہے
خدا کو بھول گئی محو خود پرستی ہے
تو اور کام مین ہے ہم بت پرستی ہے
نہ گل ہین اب وہ ساقی نہ مے پرستی ہے
چمن مین مجھکو عوض بلبلی پرستی ہے
یہ ملک حسن بھی جانان عجب کی بستی ہے
نہ دل کی چیز یہان کوڑیون سے سستی ہے
سبو صبا مین لگا منہ سے پرستی ہے
مگر یہ ہون مست کہ ہر روز فاقہ مستی ہے

نہ کھائی جس نے یہ صورت ہمیں دم آخر
اوسی کی دیکھنے کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹے شیشۂ مے میرے سنگ مرقد سے
پس از فنا بھی مجھے پاس مے پرستی ہے

اسیر کرکے ہمیں خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یہاں تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہیں دم عیسیٰ سے بھی جو گل ہو جاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی مری جان رونمائی میں
یہی جو مول ہے تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہے اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ دراز دستی ہے

کہوں میں ہے وہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادۂ وحدت کی مجکو مستی ہے

علم ہے تیغ دو دم تیری سر جھکائے ہوئیں
تری گلی میں بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
رواں اودھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے
مآل کار بلندی جہاں میں پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کے کہتا ہے
یہ وہ ہی تیغ اشاروں سے جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل میں ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا کروں میں ترک سخن
کہ ایک دم میں یہ خاموش شمع ہنستی ہے

ہوں وہ بلبل روز کو ہی حق کی چشم تر مجھے
بجر ساقی میں جو خوش آئے مے احمر مجھے

نالوں کو سنتا رہوں ہی بند چمن کی خاطر مجھے
باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھے

[illegible]

پونچھوں اشکِ گرم تو جلنے لگی بجلی کیطرح
ہین نہ عریانی مین ممنون ہون کسیکی ہے چشم کا
کب لی فرصت گریبانِ صحر کو جیب کر
تو جگر کیون ہیر ہیر ارکے اوڑا یا کرتی ہین
حسرتِ دیدار مجھہ لگتی ہے اپنی یار کو
آگیا جسدم عرق اوسکے رخ پُر نور پر
جامۂ عریانیِ تن چاک ہو مثلِ کتان
ناتوانی سے پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
وصف تیری بے دہانی کے جو ہین ورد زبان
انتظار نامۂ جانان نے زار ایسا کیا
وان قبا تو نے اوتاری یار بہر خواب ناز
خانہ بردوش اس گلستان مین رہا مین عمر بھر
وہ نشانہ ہون جہان تیر ہوگا اوڑ کر جاؤنگا
وصف چشم مست کچھہ کیکر اگر مین چپ رہون
کعبے او دیر تجا نے جانیسے بھلا کیا کام تھا
شکر اللہ گر کبھی ہوتا ہے درد استخوان
اس زمانے سے کیا کرون مین ساقی کوثر کی مدح

دی فلک بالفرض اگر دامان ابر تر مجھے
جامۂ آب روان دے اشک چشم تر مجھے
چاک کرنا ہے ابھی تو دامن محشر مجھے
کیا ملے ہین اسطرح لوٹ نیکے خاطر پر مجھے
آنکھہ کے ڈورے سے بنوانا ہی اب مسطر مجھے
ماہ تابان پر نظر آنے لگے اختر مجھے
گر ہلالی تیغ دکھلائے مرا دلبر مجھے
لے اوڑی ہین ہوش میری نا فلک اکثر مجھے
اسلیے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے
لائے خط جبتک صبا بس لے اوڑی صرصر مجھے
یان جنون نے اپنی جامی سے کیا باہر مجھے
ہون وہ بلبل آشیان ہین میرے بال و پر مجھے
اتنا او ظالم ترے تیرون نے بخشے پر مجھے
صوت مینا کہی قلقل لب ساغر مجھے
تیری گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے
دیکھہ جاتی ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے
یا الٰہی دے زبان موجۂ کوثر مجھے

[illegible]

۸۸

ہم چمکا ہو قسمت ہے کبھی
خاک مین ... نہ مہ گھل ...
دم چرا کے ... ہین ... کو
دی سلیمان کی اوس پری کو ہم
زلف نے نقد دل کیے ہین جمع
پہونچے مین جو ... کے کنارے ہم

آبلہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے
تو تو اے گل چمن سراپا ہے
عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے
اسطرح شیشے مین اوتارا ہے
اثر یہ سانپ کو ڈرایا لا ہے
ہم سے ... تمھین کنارا ہے

بزم گویا نے بخشوا دینا
ہانمت نقد تیرا ہے

سائل ہون اور ... تنگ ہو
مستی مین توڑا اشیشوان کو سنگ سے
... تیغ تیز سے ... کیا شہید
اور رشک نخل طور ترا سایہ گر پڑے
... ہی محتسب ... سر کو توڑ دے
بزم ... کو دیکھ مرے سر پہ توڑ ڈال
ہر محتسب ... مرے سر پہ توڑ ڈال
مطرب کبھی ... مرے نالو کی صدا
مطرب نے ہجر یار مین چھیڑا ہوا ہے اگر

گویا زبان ہر زخم کی شہرہ مین خدنگ سے
... تیرے ... ترنگ سے
فرمان ... نگہ کی خدنگ سے
مثل عقیق نکلے ... دم مین سنگ سے
آخر وہ شیشے توڑ گیا اک وزن سنگ سے
آخر بنا ہے آئینہ اے طفل سنگ سے
منوا لے شیشے ساقی نے ... کو سنگ سے
افزون ... جام ... مین جل ترنگ سے
آواز گریہ آئیگی ... تار چنگ سے

فراق یار مین اعضا ہین ایسے دشمن جان
یہ دونون ہاتھ بھی دو سانپ آستین ہو گئے
جو گیسو کھول دے گورے کو کی لگا دون
مری نگاہ مین وہ سانپ آستین ہو گئے
برائیون کو مری انتخاب کرتا ہے
یہ نکتہ چین مرا عیب نکتہ چین سے ہو گئے
کہ ظاہر درخشان پہ حسن روز افزون
کہ وہی معشوقون مین تم چاند ہو چودھوین کے ہو گئے

دیکھ کر دیتے ہین بت ہاتھ سے کھو دولت فقر
عرق آتا ہی جو ابرو پہ تو کہتا ہی وہ شوخ
غم مین اوس ماہ کے بن جائیگا شکل مہ نو
غل مچایا ہی جو زنجیرون نے ای زندانیان
ہاتھ رکھتا ہی وہ بت اپنی بھوونپر اسطرح
تھا گرفتار شب و روز نگہبانی مین
پھر بہار آتی ہے ای خار بیابان ہشیار
ہے رخ پنجۂ مژگان ترے ابرو کیطرف
ایسی نفرت ہی کبھی تیر لگاتا نہین یار
ہے مری طالع خفتہ کا جگانا مشکل
مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ

شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے
آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے
چرخ بھی آج کل انگشت نما ہوتا ہے
قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے
جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے
ہم جواب سمجھتی ہین صیاد رہا ہوتا ہے
آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے
ماہ نو سچ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے
میری مٹی سے جو تو وہ بھی بنا ہوتا ہے
شور محشر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے
وہ ہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہے

بات بھی منھ سے نکلتی نہین اوسکو آکے
مجھے حیرت ہے کہ گویا تجھے کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کی ہوئے اور نہ ہم زمین کی ہوئے
گدا جو کوچۂ گیسوی عنبرین کی ہوئے
نہ اپنی گھر کے نہ ہم کوے نازنین کے ہوئے
انھین کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ

جو تیر زر دل پر گری ہم نہ پھر کہین کے ہوئے
تو بادشاہ خطا کے ختن کے چین کی ہوئے
ہوئی جو آپ سی باہر نہ پھر کہین کے ہوئے
مین کیا کرون کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

مزہ اوسکی جو گذشتہ مین اے دل کیا ہوا تجھ سے
نہ کیونکر اولجھو گویا یار کی زلف دوتا تجھ سے
گنہ کرتا ہون پر انجشیدہ بس ہے خدا تجھ سے
نہ کیوں محروم میری سر کو ہو وحشت ہر جسم سے
گریبان پیچ کیا کیا سر چڑھی ہی آخر اوس سے ہٹ کے
بنایا ہے پریشان تو نے مجکو ای سیہ بختی
خبر کیونکر ہوئی تجکو ہماری بیقراری کی
لیا ہی دل جو میرا تو نے چشم مست دکھلا دے
جو تیرا نام لون ظالم کی منھ مین پانی بھر آوے
ہر اک روزن ہی اختر ماہ نو ہر حلقۂ در سے
گریبان پھٹکے از خود بہر استقبال آئیگا
چلے خط لیکے سوئی یار کشتی جو قلمدان کی
کسی بے جرم کی گردن پہ یہ آکر ٹھہرتی ہے
گرہ مین یار کی نظرو نے ہم بھی اشک کی بدولت
کیا غم تو نے تنہا ہم سے بختون کمر نے کا
اگر خط غیر کا لے ہاتھ مین جانان جلادینا
جو اوس کوچے کا پھرنا یاد آئے میری پانوں کو

گمان کیطرح ان تیر دلکا خ کیون پھر لیا تجھ سے
کیا مشک ختن اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھ سے
ستم مجھپر کرم تجھ سے خطا مجھسے عطا تجھ سے
تمنا عالم وحشت مین ہے یہ سانیا تجھ سے
رسائی سیکھے واللہ اے زلف رسا تجھ سے
کھنچا ہی خوب نقشا گیسوی دلدار کا تجھ سے
تری انگلی کی مچھلی نے شاید کہہ دیا تجھ سے
عوض شیشے کے ساغر مانگتا ہون ساقیا تجھ سے
ملا ہی ای زبان تیغ قاتل کیا مزا تجھ سے
مکان یار کا کہتا ہون اے قاصد پتا تجھ سے
اگر ای آستین دست جنون باہر ہوا تجھ سے
دم تحریر کیا اے چشم تر دریا بہا تجھ سے
اگر ای دوش قاتل تیغ ہوتی ہے سوا تجھ سے
عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجھ سے
جو مدت سے صنم سر سے اٹھانا چھٹ گیا تجھ سے
تمنا ہی یہی ای آتش رنگ حنا تجھ سے
نکل جائین صدا کیطرح ای زنجیر پا تجھ سے

[illegible]

صبح ہو تو شمع روشن کو بجھانا چاہیے
گو تری جانب سے آئی لن ترانی کی صدا
مثل موسی ہم کہین کے شعلہ دکھانا چاہیے
مرتے مرتے پر بھی ہے باقی حسرت دیدار یار
قبر مین یارو کوئی روزن بنانا چاہیے
مار ڈالا مجکو تیری جنبش مژگان نے
غسل میت آب خنجر سے دلانا چاہیے
زاہدو بت تا پڑھین باہم نماز صبح و شام
چین گیسو سے ذرا ابرو اوٹھانا چاہیے
ماہ تابان عکس روے یار کو کہیے اگر
آئینے کو چاندنی ایدل بنانا چاہیے

پھر مسِ نو کا ہوا اون پہ گمان
پھر مجھے اللہ دے صبر و قرار
رہتی ہے پھر سینے مین تصویر یار

پھر مہینے بعد وہ آنے لگے
پھر بتِ ترسا ہین ترسانے لگے
دل کو پھر اسطرح بہلانے لگے

پھر خیالِ زلف ہے گویا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آٹھ پہر چشم تر ایسی
کیا وصف لکھون کاکل و رخسار صنم کا
کس نے یہ گلال اوس رخِ روشن پہ ملا ہے
اسواسطے ہے ضبط کہ تا عرش نہ جلجاے
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے
کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا
دیکھون جو رخِ یار مین آئینے کے بدلے
مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا
جسطرح کہ ہے پیش گہر دانت کی دانے
کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی
تیغ و نگہ و تیر مژہ روکے جو ہر دم
ای حور لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت
افسردہ ہوا میرے دمِ سرد سے عالم

کیون رہنے لگی شدت درد جگر ایسی
دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی
چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی
آجائے کہین لب پہ نہ آہِ جگر ایسی
لیکن نہ بنا پھر دہن ایسا کمر ایسی
ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی
کٹ ہو گئی پیش مجھے یارب سحر ایسی
ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسی
آگے درِ دندان کی ہے قدرِ گہر ایسی
ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی
جز داغ جگر لاؤن کہان سے سپر ایسی
صورت نہ پری کی ہے نہ شکل بشر ایسی
ٹھنڈی نہین ہوتی ہے نسیم سحر ایسی

[illegible]

[illegible]

حال جس سطر مین ہوتا ہی مری رونے کا
کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی رخ کا مذکور
ہین سکبدوش سدا قید الم سے آزاد

دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے
شام سے ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے
کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون دُرِ دندان کے جو روؤن گویا
آنکھ سے اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم پہ بن جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہے
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
خط ہوا اشک روان ہجر یہ قاصد مژگان
آسمان کی ہمین گردش ہی فسانان کی گردش
لاکھون عاشق جو وہان نقش بدیوار ہین جب
بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھا تو کہا

دیکھے تو جی ہی نکل جائے نگہ تیر یہ ہے
جوہر تیغ نہین ہے خط تقریر یہ ہے
پیچ مین آئین گے اوس زلف کی تو تیر یہ ہے
چشم مژگان تری مضمون کی تاثیر یہ ہے
کہکشان یہ ہی نہین چرخ پہ شمشیر یہ ہے
کوچۂ یار ہے یا گلشن تصویر یہ ہے
رخ گلرنگ ہی زلف گرہ گیر یہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کے کرون کیا گویا
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تیرہ ہے

لگا کر دل بتِ نا آشنا سے
سوالِ بوسۂ لب سے رکے تم
ملا یا مہر و مہ نے بار ہا شگفتہ

عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے
لگے چڑنے فقیرون کی صدا سے
نہین نسبت تمھارے نقش پا سے

[illegible]

بے زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
ہاتھ مین کاسۂ سر لے کے لحد سے نکلون
پوچھون اب کس سے نشان اپنے کمان ابرو کا
سینہ جبینون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک
یاد گیسو مین سدا ڈھانپ کے منھ روتا ہون
کس سے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال
ایکدن شہر خموشان مین رلاجاتا تھا
زاہدہ جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب

باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے
ابھی گر یاد کرے ساقی مینوشش مجھے
لب سوفار نظر آتے ہین خاموش مجھے
زیب دیتا ہی جو کہتے ہین کتانپوش مجھے
ایک زنگی نے کیا خلق سے روپوش مجھے
نظر آتے ہین لب گور بھی خاموش مجھے
للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے
دل ہے کعبہ سے کرتا ہی سیہ پوش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین پی جاتا ہون مین گویا
یاد جب آتا ہی وہ ساقی مے نوشش مجھے

چمن مین گلستان شو نمین شراب پرتگالی ہے
فلک بھی ساقیا مست شراب پرتگالی ہے
ستم سی کونسی بات ان ستمگارونکی خالی ہے
کرےگا منع گر ناصح تو پھر ہوگی شکر رنجی
رخ پر نور پر تیرے نظر آجای جب ابرو
فغان سن سن کے میری اور خمیدہ دیکھکر قامت
چمن مین خط ساقی نی دکھایا سبز باغ ایسا

وہ لے آغوش اپنا فرقت ساقی مین خالی ہے
نہین یہ ماہ تو تلوار مستی مین نکالی ہے
نگہ مین قہر آنکھونمین غضب ہے تونیہ کالی ہے
زبان پر یار کا افسانہ شیرین مقالی ہے
لکھونمین چشمۂ خورشید مین کشتی ہلالی ہے
کہا کرتا ہی وہ مجھکو فغانی ہے ہلالی ہے
پیالی گلگلی نظرون مین نمرد کی پیالی ہے

جلنے لگے تلوے جو چلے یاد میں اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبدِ خدا کیواسطے	کبر زیبا ہے جنابِ کبریا کیواسطے
باوفا تھا مر گیا اک بیوفا کیواسطے	آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے
باغبان دیوار گلشن تک تو آنے دے مجھے	قینچیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے
بے طلب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون	منتِ عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے
آئے گر وقتِ دعا محرابِ ابرو کا خیال	تیغ ہو محراب بھی دستِ دعا کیواسطے
ای ہمایش فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہین پابوسِ گدا کیواسطے
اوسکے لب پر سرخیِ پان دیکھکر کہتا ہے خضر	خون یہ کسکا ہوگیا آبِ بقا کیواسطے
بعد مرنے کے بھی مسکین ہمکو طفلان حسین	لین ہماری خاک کی گل آسیا کیواسطے
منھ دکھا عید اک مہینے کی تو ای خورشید رو	ماہ نو ہی سر جھکائے التجا کیواسطے
بلبلو عریان وہ ہون جاؤن اگر گلشن کو مین	دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے
چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ گنج فقر مین	خاک بہت سر پر اوڑا ظلِ ہما کیواسطے
جانبِ گلشن مجھے صیاد لیجاتا نہین	تو ہی اللہ خود ہر قفس کی بلبل خدا کیواسطے
ہوگیا نایاب جب عقدہ یہ تب ثابت ہوا	اوس کمر کی دید ہی اہلِ فنا کیواسطے
خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین	ہی جگہ آنکھو نین ای دل توتیا کیواسطے
ہون وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن	ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

۸۹

پھر الجھا ہو زلف پریشان حال سنبل بلبلو
پھر صبا بولی کہ گلزار و چمن زلف یار کی
ہو گیا سر پھر وبال دوش پھر وحشت ہوئی
منتیں کرنی پڑیں پھر تیغ کو ابروی خونخوار کی
جوش گریہ تا شرم پھر لخت دل لانے لگا
پھر سر منصور کو صورت دکھائی دار کی
پھر کسی کافر کی الفت میں ہوا میں ناتوان

فلک زبار مصیبت خمیدہ و او یلا
ملک صبح گریبان دریدہ و او یلا

خط مین لکھنی ہے حقیقت کچھ دل افگار کی
کیجیے تعریف کیا کیا اوس پری رخسار کی
ہجر کی شب بس یہی ڈر ہے جھپکجای نہ آنکھ
جاگ اٹھین گے شعلے شاخ گل سی عندلیب
سرخی لب کے تصور نے لگادی دل مین آگ
مر گئے ہین سہم و لے آنکھین کھلی ہین دیکھ لے
پھر لگا تلوار قاتل سنتے ہین زخم بدن
دیکھ لینا مر گیا جس روز مین دل سوختہ
مین ہون ای جراح کشتہ اوسکے خط سبز کا

چاہیے بہر قلم منقار ہو سیقار کی
ناز کی انداز کی رفتار کی گفتار کی
منتین کرتا ہون کیا کیا دیدۂ بیدار کی
دیکھ لیتا باغ مین جب آہ آتشبار کی
آتش یاقوت سے گرمی ہی یان بازار کی
بعد مردن بھی رہی حسرت ترے دیدار کی
زعفرانی دیکھکر رنگت تری دستار کی
سرد ہو جائیگی یہ گرمی ترے بازار کی
زخم پر پٹی لگا نام مسیح زنگار کی

آپ سے گذری جو گویا پہونچی کو دیار تک
بیخبر جب ہو گئے پائی خبر شب یار کی

ترکیب بند

یہ کیا الم ہے جو ہی چاک چاک جیب سحر
ہی چاندنی مین دلا سیل اشک کا عالم
سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود
بنا ہی چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم

یہ کیا الم ہے جو ہی خورشید تک برہنہ سر
وفور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر
برنگ داغ دل ماہی ہر اک اختر
ہی برج آبی گردون اشک دیدۂ تر

مجھے ہی رنج کسی حور کی جدائی کا
نہان آنکھومین تاریک اسقدر ہی کہ اب
مدام رہتی ہی اب آہ گرم شعلہ فشان
جو میری حال ہی ہوتی ہے گر کبھی آگہ
ہی چند بنش الم نے یہ کاوشین کی ہین

قریب مرگ ہو نہین اور ہی وہ مجھسے دور
نظر مین ایک ہین لیل و نہار ظلمت و نور
عجب نہین ہی گرین کر کباب کی طیور
تو نالے کرنے مین کرتی نہین ہے حور قصور
دل و جگر کو بنایا ہی خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
ز تیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجکو دیا داغ نوجوان افسوس
بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جاے
ملایا خاک مین اوس شکل ماہ تابان کو
خیال یار جب آتا ہی رو کے کہتا ہون
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن
مرے الم مین اگر روئین یہ مری آنکھین
نہ آشنا کوئی گل ہی نہ کوئی بلبل یار
چمن مین پھیر لی نرگس نے مین آنکھ اب مجھسے
بگریہ آیم اگر گل بباغ می خندد

یہ وہ نہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس
وہ مین جان دلارام نکتہ دان افسوس
زمین یہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس
کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
کرلی کا ہیکو سوسن بصد زبان افسوس
دہن کرے مرا افسوس بازبان افسوس
ہی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس
نہین نظارے کے قابل مین ناتوان افسوس
بگریہ آیم چو بلبل بباغ می خندد

۹۱

وہ دولت صورت نہیں نہ رنگ گل ہے نہ بو
وہ تو بات اور ہے جو ہے نہ بہا اور گل ہے
یہ سمجھتا ہے کہ یہی نہیں سمجھتا بہتا
تری جدائی میں ہوش ہے نہ اب گویا ہستا
اگر گذشت ہجر تو اضطراب ہے
یہ ہین گر اپنا دل ہی غم و رنج سے ہے نا شاد
کسی طرح سے سمجھتا نہیں دل ناشاد
وہی بجا دی زاری سے اور وہی فریاد
وفور غم سے ہم چند خود فراموشی
دریا یہ دم بھی نہیں بھولتی اون تیری یاد

جنون ہوا تری فرقت مین اب ہو ہین مجنون
سراپا چھوڑ اسپے بھوت سے اب ہو ہین فرہاد
ہر ایک دم تری فرقت مین ہے دم خنجر
ہر ایک مو ہے مرے تن پہ نشتر فصاد
خیال مین تری آنکھون کے ای کمان ابرو
مدام روتا ہون راتون کو پڑھکے سورہ صاد
تو یاد آتی ہے گردن تری تو کہتا ہون
گلے پر اپنے رواں کیجے خنجر فولاد
خیال قد مین ترے مین لپٹ کے روتا ہون
اب ایسی سرو صنوبر ہو پا کہ ہو شمشاد

اکثر سیاہ راتون کو روتا ہون ڈھانپ ہاتھ منھ	بیان مین کس کرون آہ یہ غم نہان
گیا جو زیر زمین تو سمجھ مری جان آرام	پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان
قرار و صبر فقط تھا ترے سبب دل کو	جو تو ہی پاس نہیں پھر قرار و صبر کہان
کبھی مین سر در و دیوار سے پٹکتا ہون	کبھی مین کہتا ہون اب گور ہے خانہ زندان
کبھی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا مرے اللہ	کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران
فلک نے دیکھے ہین میری جو صدمہ شب ہجر	طلب ہلال سے کرتا ہے ہر نالہ زبان
برنگ شمع جو ہون ایجان بیقرار اے یار	جو موتی ہاتھ مین لون ہو وہ گوہر غلطان
اگر مین نالہ پر درد کرکے رونے لگون	زمین کانپ اوٹھے رو دے گنبد گردون

فلک بگریہ در آید ز اشکباری من
زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہون دہر کا کیا بھروسا ہے	یہان پہ آیا جو وہ ایکدن روانا ہے
رہے نہ حضرت یوسف نہ حسن پاک اونکا	رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اوسکا ہے
نہ اب ہے لیلی و شیرین نہ قیس فرہاد	نہ اب جہان مین وامق ہے اور نہ عذرا ہے
نہ اب ہے قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم	نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی	سو اونکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ گل ہے گال ہین اونکے نہ آنکھ نرگس سی	نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہے
سر عزیز یہ تھا جنکے تاج سلطانی	ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کھاتا ہے

۹۲

[illegible]

[illegible]

رواں ہیں آنکھوں سے دریا لگی ہے دلمیں آگ امید وصل نہیں تا بزیست یا قسمت	ہوا ہوں میں تری فرقت میں غرق آتش و آب دکھائے دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

اسید بیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و اے جان بتو وصال شود

بلائے جسم ہے جان اور وبال دوش ہے سر نہ ہوگا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال اگرچہ کہنے کو گویا ہوں خلق میں مشہور کسی نے بات جو کی رو کے بس جواب دیا الم گذرتے ہیں جو جو خدا ہی واقف ہے نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم گرہ ہے پیر دھیان جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال و منال تری مزار پہ جاروب کر لیے مژگان سے ہوس نہ ملک کی دلمیں نہ مال کا ہے خیال	ہر ایک دم دم خنجر ہر ایک مو نشتر ستم رسیدۂ ہجران و بیکس و مضطر تری فراق میں پرہوں خموش آٹھ پہر کسی نے حال جو پوچھا دکھایا داغ جگر ہزار داغ مصیبت ہیں اک مرے دل پر نہ اپنے جی کا مجھے ہوش ہے نہ دل کی خبر فقیر ہوں یہی آتا ہے اب خیال اکثر چھڑ کیے پائی طینت سے آب دیدۂ تر نہ آرزو مجھے دولت کی ہے نہ خواہش زر

کنوں نماند تمنا دگر امید شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا گر ہوں بیخ دین کی رہبر کو	سدھارا ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

۹۴

سلام

حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغرِ بے شیر
غضب ہی جبکا پدر ہو وہی ساقی کوثر
چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباسؑ
کہا امام نے صابر ہوں ورنہ مثلِ پدر
امام کہتے تھے ہو نگا میں اس زمین میں شہید
ہوا شہید جو فرزندِ مصطفیٰ نا طق
پیادہ لے گئے تا شام اوسکو کرکے اسیر
یقین یہ ہی کہ تری مغفرت ہوای گویا

صدای گریۂ زہرا جو آئی باہر سے
جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے
کنار نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے
نہ پانی ملیگا تو لاؤ نگا آب کوثر سے
جو چاہوں قلعے اوکھاڑوں ہزاروں خیبر سے
سنی ہی مینے خبر بار ہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
صدا تلاوتِ قرآن کی آئی تھی سر سے
محال اوٹھنا تھا جس ناتوان کا بستر سے
کمال تجکو محبت ہے ابنِ حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے مجرائی یہاں رنج بھی راحت ہی
آگے ہی سرِ سرور پیچھے شہیدوں کے
وابستہ سلاسل سے دیکھا تو کہا شہ نے
زینب نے کہا بیٹے مرنے کو مری جائیں
ہم نے کہا رو رو میں وعدہ کر آیا تھا
نانا تجھے کھڑے سرور آسکتے نہ تھی اعدا
نوشہ جو بنا قاسم ماں کہتی تھی قاسم کی

گر سر چڑھے نیزے پر معراج امامت ہے
کیا خوب امامت ہی کیا خوب جماعت ہے
زنجیر کو عابد کے اب ہاتھوں سے بیعت ہی
پر یہ نکھی کوئی شبیر کی رخصت ہے
صغرا کے نہ لانے کی کیا مجکو ندامت ہے
ہیبت یہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے
چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

یہ شاہ کہتے تھے بانو سے دیکھ مقتل کو
چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا

سنان پہ دیکھے سر شہ کا لوگ کیسے تھے
نئی طرح کا ہے یہ برج میں نشان کیسا

جو لائے خیمے میں اصغر کو شہ تو بولے حرم
لہو ہے حلق سے یا شاہ دین روان کیسا

تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشاں حال
چلا ہے شام کو زہرا کا کاروان کیسا

جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو بھی چھوڑا
قلم ہوا ہے پیمبر کا بوستان کیسا

موئے پہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی
مری نبی کو بنایا ہے خونفشان کیسا

شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلیں گے ہم
علیؑ کا پوتا ہے بیمار و ناتوان کیسا

ستم ہوا ہے کہ باد خزاں اعدا سے
خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا

کرم بخش دے تو اوسکے سب گناہوں کو
ترے حسینؑ کا گویا ہے نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے مجرئی کو اطاعت حسینؑ کی
مغفور پہلے ہو گی جماعت حسینؑ کی

مشکیں بہا کے ریت پہ ہنستے تھے اہل شام
تغیر تھی جو پیاس سے حالت حسینؑ کی

روتے تھے زار زار نبی ہر بہشت میں
کرتے تھے جبکہ یاد مصیبت حسینؑ کی

سجدے میں سر جھکا دیا محراب تیغ میں
رضوان سے طاق سب ہی طاقت حسینؑ کی

بیعت طلب حسینؑ سے کی ظالموں نے ہائے
واجب یہ تھا کہ کرتے وہ بیعت حسینؑ کی

بیچھے تھے سر شہیدوں کے آگے سر امام
دیکھو فنا کے بعد امامت حسینؑ کی

خنجر چلا کیا نہ اوٹھی سجدے سے جبین
افزوں ہے سب جہاں سے عبادت حسینؑ کی

شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف کو ملا تھا — لیکن ہمارا مہِ تابان نظر آیا
اکبر نے شبِ عقد جو قاسم پہ نظر کی — آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا
جو زخم تھا سو گل کی روش آہ تھا خندان — سرور کا تنِ پاک گلستان نظر آیا
زندان میں گئی ہائے جو وہ زینتِ جنت — بہتر کہیں جنت سے وہ زندان نظر آیا
کرتا ہوں بیان شاہ کا روتا ہوں نہیں نزات — گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجبوری باندھی شقی ہائے وہ زنجیر میں ہاتھ
سینۂ شاہ شہیدان تھا سنان کا مشتاق
خونِ ناحق کا وہ شبیرؑ کا ہوگا شاہد
ہوگئے زینبِ مظلوم کے بیٹے جو شہید
مارا دلبندِ ید اللہ کو جس شخص نے تیر
شہ کو تلواریں لگاتے تھے شقی دیکھ قریب
کیا کہوں اہلِ حرم روئے جو وقتِ رخصت
ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے
محو تھے ذکرِ خدا میں شہِ دین قوتِ نماز
کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ
حر نے کی آ کے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
قدمِ شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے

ید بیضائے فرزند جو کہ ہے تصویر میں ہاتھ
خواہشِ تیغ میں سر تھا طلبِ تیر میں ہاتھ
آیا گا روز جزا شمر کا تقریر میں ہاتھ
روئی شہ ڈال کے پھر گردنِ شبیر میں ہاتھ
کام سے جاتا رہا اسکا بس اک تیر میں ہاتھ
تھی زبان ذکر میں مشغول تو تدبیر میں ہاتھ
شہ نے باندھا جب کہ شمشیر میں ہاتھ
ایک تھا ہائے کفِ ظالمِ بے پیر میں ہاتھ
دہنِ زخم سے مشغول تھے تکبیر میں ہاتھ
نہ اوٹھ وقتِ نماز اوسکے جو تکبیر میں ہاتھ
اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر میں ہاتھ
نظر آیا جو اونھیں قبضۂ شمشیر میں ہاتھ

جب ہوئے رخصت مزار شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
روئی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہو جہان تاج سلیمان جاہ کا

بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے
ہائے اپنی ہاتھوں سے کیا کیا کر چلے
گھٹنیون بھی تم نہ ای اصغر چلے
چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کی گویا ہون شاہ
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہو گیا
ای سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا

باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تھا روئے خندان ہو گیا

گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیر پر
مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
غم بھی تھا خانۂ زنجیر و ویران ہو گیا

اسقدر عباس نے کھائے تھے زخم تیغ و تیر
دم مین وہ گل سا بدن رشک گلستان ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائین پھینکدین
چاک جب صبح شہادت کا گریبان ہو گیا

حضرت مسلم نے کوفے سے یہ نامے مین لکھا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہو گیا

یک قلم کٹ کٹ گرے جب نونہالان حسین
عاقبت باغ امامت صاف میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرّانے لگا
خاک و خون مین جب شبیہ غلطان ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر
خون سے تر عمامۂ شاہ شہیدان ہو گیا

بند ۲
بولے سرور اپنی ہاتھوں سے ہمین اب دفن کر

بند ۳
کہتی تھی بانو بیٹے سے اٹھائے گود مین جب
ہائے ہون مین بے نصیبی مان لے انا مرا کیا

۹۷
ادب مرثیہ

بند ۴
تھی سکینہ تشنگی سے ساری زبان پر
مطلق رہا نہ دلمین ید اللہ کا خطر

بند ۵
تھی نہر اہلبیت نبی شہ
زندان ہوا نصیب اونھین یان بجائے خلد
تاج بادہ ہوسکے کی چادر ہوا

بند ۶
زینب پر کبھی نہ تھی کہ مرا کارواں ہو
اصغر کو کہا کہ تو اب رہا اس بھائی کی جدائی
مصغرا کو

صغرا کو ناگوار جو تھی فرقت پدر لائے الٰہی جلد مرے اپ کی خبر	لکھتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندھکر شبیر ہے یہ نامہ کبوتر کیواسطے

بند ۸

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا رو رو کے ظالمون سے سکینہ نے یہ کہا	بہر حرم جبکہ سر پے لگے چھیننے ردا بابا در تو چھوڑدو مری مادر کیواسطے

بند ۹

جب سر حسین ابن علی کا کرین جدا یہ کس حدیث کون سی آیت مین ہے روا	کیونکر برا نہووے بھلا فوج شام کا آل نبی کو قتل کرین زر کیواسطے

بند ۱۰

زینب پکاری قتل کیا سبکو ظالمو سر پہ ہمارے ایک تو سرور کو رہنے دو	اتنا تو رحم حال پہ بیوہ کی تم کرو دیتی ہون تمکو روح ہمیشہ کیواسطے

بند ۱۱

تمنے تو شامیو نہ کیا پاس مصطفےٰ یہ کیا جفا و جور ہے اے قوم بے حیا	ہو کس کے دین مین کون تمھارا ہے رہنما سبط نبی کی عترت اطہر کیواسطے

بند ۱۲

آیا جو غیظ مین پسر شاہ ذو الفقار حضرت کے ہاتھ مین ہے وہی تیغ آبدار	آسیبین کانپ کانپ کر بولی وہ بدشعار اتری تھی آسمان سے جو حیدر کیواسطے

بند ۱۵

صغرا کو چھوڑ کر جو سکینہ کو لے چلے
اہل حرم کا حال تھا [illegible]
دختر علی کی [illegible] مادر کی خاطر [illegible]
مادر تڑپتی جاتی تھی دختر کیواسطے

بند ۱۶

[illegible]

بند

عباس جو دوش پر [illegible] علم رکھا
اس وقت آئی عالم بالا سے یہ ندا
[illegible]
سبط رسول پاک کی آنکھون کا نور تھا
[illegible]

بند

[illegible]

بند

[illegible]

مخمس

[illegible]

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا	پاشاہ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا
روضہ ہے حسن مین مین خیر الانام کا	تھوڑی سی جا ملی مجھے بستر کیواسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا
مجرائی ہون حسین علیہ السلام کا

ہاتف غیب کی ندا کہ سخی کا ہے سر بلند
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو وہ بلتا زمین سے آب
محتاج تھا وہ آب کی بانیکے جام کا

شہ غیظ مین جو آئی تو ہاتف غیب کی ندا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا

کرتا نہین غزال حرم کو بھی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا

کم تھا نہ کربلا مین تجلی طور سے
جلنا حسین ابن علی کے خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کی ہون عدو
ہو کیون نہ منھ سیاہ بھلا فوج شام کا

کوفے سے خط جو آئے حرم مین تو بولی شاہ
مضمون مین ہی طور اجل کے پیام کا

رو رو کے کہہ رہے تھے ہم حاملان عرش
بلوا ہے خامگان خدا پر عوام کا

کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب قبلگہ مین نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگون ہوا ہے سر حسین سر فام کا

خون دیدۂ فلک سے روان کیتنے دن رہا
غم اسقدر ہے یاد شہ تشنہ کام کا

کرتے نہ کیون امام کو مردود بے نشان
منظور تھا مٹانا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا

[illegible]

۹۹

[illegible]

تو اوسکے سوگ مین زلفون نے پیچ و تاب کیا

کبھی یہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر
کبھی پکارتے تھے ای شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کچھ کا ہی جاتا تھا سوز الم سے دلبر جگر
حسین کہتے تھے اکبر کی لاش پر جاکر
تمھارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا

جب آیا لاشہ اکبر حرم گرے سارے
کہا یہ شاہ نے حسرت سے کرکے نظارے
یہ بانو رو کے لگی کہنے سو گئے پیارے
نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے
گلے پہ تیر جو آکر لگا تو خواب کیا

یہ غم سے بیٹی کہ بس نیلا کر دیا منھ کو
مگر نہ اوسنے کیا شرم سے سیہ منھ کو
لہو یہ روئی کہ گلرنگ کر دیا منھ کو
نبی کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو
دلھن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادی کے
بندھے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادی کے
چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادی کے
گلے مین طوق بھی تھا اوس امام زادی کے
خدا نے جسکے تئین مالک الرقاب کیا

ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا
یہ فرط ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا
سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادہ
عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا

وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین
تو یاد آتی لب خشک سید الکونین

زیادہ رتبے مین تھا ماہ سے وہ بلند
جو تندرست تھے اوس طرح وہ سجاد تشنہ
جو ناتوان تھے اون کو کیا خدا نے بلند
جو ہین جناب نبی شہر علم خالق کے
تو ہے علی و ولی کو مناسبت در سے

۱۰۰

زر نه او که سر دنیا دارد	روی دل جانب عقبی دارد
دوست او وقت جهاد اصغر	دل او محو جهاد اکبر
سرور لشکر اهل اسلام	روح در پیکر اهل اسلام
چشم او هست حیا آلوده	دل او هست وفا آموده
وعده اش صادق و عهدش واثق	زین چشم هست زیاده لائق
در خیال اغراق بتقریرم نیست	یک قلم شبهه بتحریرم نیست
گر پیاده بدرش رو بنهد	اسپ با ساز و یراقش بدهد
سائل اسپ چو گردید دوچار	گردد فی الحال در افیل سوار
عدل او شرع همیشه باشد	خویش و بیگانه برابر باشد
سیم و زر بخشد و منت ننهد	مزد بی رنج و مشقت بدهد
صد و سی سال سلامت باشد	هردم افزونی و دولت باشد
نظم او وزن فصاحت دارد	شعر او سجع بلاغت دارد
می چکد عشق ز هر مصرع او	نور صد حسن همه مطلع او
قصهٔ عشق همه دیوانش	داستان دل او دستانش
دفتر شعر مرتب فرمود	گلشن نظم مرتب فرمود
سال اتمام و سن تزئینش	گفت دل هست کتاب گلشن

	ایضاً	۴۲	۱۲ھ

در تاریخ ترتیب دیوان
از شیخ امام بخش ناسخ

بیساختہ بت کی ... حساب دیکھا
دیوان یہ سب انتخاب دیکھا

دو آتش خم و کلک او بادہ نوشست
بوائل بترتیب و تالیف آن شد
سنہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہی

مضامین از ہمو مستی بجوشست
بہر صفحہ رنگ گلستان عیان شد
کہ او نخلبندی بستان نمودہ
کہ ترتیب دیوان ہمایون الٰہی

تاریخ از مضطرب

از نظر دیوان گویا چون گذشت
ہر زمین شعر بر گردون رساند
از محبان شہ مردان چو ہست
ناظم ملک معانی طبع او
چون کلام خویش را ترتیب داد
چون پے تاریخ گشتم مضطرب
پیش فکر بلند گویا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے
جبدم پڑھے شعر عاشقانہ
اللہ رے رتبۂ فصاحت

یا ختم نظمش ہمہ جانان سخن
اللہ اللہ شوکت شان سخن
چون نباشد مرد میدان سخن
ہست فکرش زیب دیوان سخن
شد فراہم جملہ سامان سخن
گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن
تا عرش نہ کچھ حجاب دیکھا
چون سحر اثر کتاب دیکھا
بس دل کو بہ اضطراب دیکھا
بجد اور بے حساب دیکھا

[illegible]

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی	بولا کہ یہ دیوان ہی گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہی دُر خیز	نہ یون بے بہا پائے دریا مین موتی
یہ تاریخ ترتیب دیوان ہے ناسخ	پروئے ہین لڑیون مین گویا نے موتی

تاریخہاے ترتیب دیوان از میرزا فرخ شاعر

شعر فقیر محمد خان کی لسکہ ہین زنگ نقص سے پاک	جلسے مین ہین شاعرون کے دماغ آئینہ حیرانی زا
لسکہ ہر ایک مین غزل مین نقد معانی ہین بعید	رنگین شعر سخن کا ہے اوسکے باغ و بہار جوانی زا
جب کیا تقسیم اوسنے دیوان فرخ نے یہ قلم سے کہا	لکھ دیباچہ باغ و بہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا در یتیما مین سے وہ بھری ہے	ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر تر رواں تری ہے
نہ کیون ہو ملک سخن کے تسخیر نہ کرتا ہو عرب کا شاعرون کے	کہ تیغ بران زبان گویا ہی زور طبع و بہادری ہے
جب اپنا دیوان اوسنے باندھا سروش غیبی نے یہ صدا کی	کرامت شاعری کی تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

[illegible]

تاریخ نسخ

[illegible]

۱۰۳۳

اوسکا دیوان ہے گر مجمع بحر بن سخن
لبہر الدر ساحل و ہر بحر غزل جیحون ہے
سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
لکھا فرخ نے کتاب سخن موزون ہے

خاتمة الطبع

بعد حمد خدا جل و علا اور نعت محمد مصطفیٰ
ختم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
واضح ہو کہ دیوان بلاغت و فصاحت
نشان فقیر محمد خان [illegible] اوصلہ اللہ فی الجنان کا
بمطبع فیض منبع جناب [illegible] ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۰ع [illegible]
بمقام لاہور [illegible] فقط لکنبہ بیر محمد ابراہیم [illegible]
میں چھاپا گیا

دیوان بہار عرب ۔ در نعت خاتم الرسالت مولفہ حاجی محمد نذیر مصطفےٰ آبادی ۔

دیوان لطف ۔ پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مین مصنفہ حافظ محمد لطف علیخان بریلوی

ایضاً نعت سروری ۔ غزلیات تمام ردیفون کی محامد خاتم المرسلین مین از بہار نمای طبع خجستہ غنچی غلام سرور لاہوری

دیوان ہنجار سالک ۔ عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ متخلص بہ سالک ۔

دیوان نیاز ۔ از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز ۔

دیوان شہیدی ۔ مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر مسمی بمرآۃ الغیب ۔

دیوان غالب دہلوی ۔ کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسیطرح ہے کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جسکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہے یہ مطبوعہ طبع نظامی کی نقل ہو کر طبع ہوا ۔

دیوان نشاط الاحباب ۔ مصنفہ بابو ہر گوبند سہاے

دیوان جرار ۔ مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار ۔

دیوان امیر ۔ خرد طبع زاد سید امیر الدین امیر ۔

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق ۔ کلام اوستاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق ۔

دیوان واسطی ۔ نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ ۔

دیوان عاشق ۔ کلام لطیف از پنڈت کنہیا لال تخلص عاشق ۔

دیوان خواجہ میر درد ۔ شاعر صاحب باطن ۔

دیوان بحر اسرار حقیقت ۔ در نعت سید مجتبےٰ مصنفہ قاضی علی احمد تخلص صل علےٰ ۔

دیوان ہشیار ۔ مصنفہ کیول رام ۔

دیوان صبا مسمی بہ غنچۂ آرزو ۔ از میر وزیر علی صبا ۔

دیوان ضامن ۔ از سید ضامن علی شاہ ۔

دیوان نواب علاء الدولہ ۔ سید محی الدین خان بہادر متخلص فقیر عرف نواب بودھن صاحب ۔

دیوان مخزن شوق ۔ غزلیات مطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہر چند راے سرد ہی تخلص ہر چند ایک کالم مین کلام ذوق دوسری کالم مین کلام ہرچند

ایضاً شائستہ پاسخ ۔ بمقابلہ غزلیات ناسخ از منشی ہر چند راے ۔

دیوان ولی ۔ یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام ہی اول زبان ریختہ مین اسی شاعر عالی نے شعر کہا ہی بڑی تلاش سے دستیاب ہوا ۔

چمنستان جوش ۔ دیوان نواب احمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان ۔

مجمع الاشعار ۔ غزلہای اردو و فارسی اساتذہ ۔

چمن بی نظیر ۔ اشعار اردو فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی ابراہیم بن شہاب الدین ۔

گلدستۂ امانت ۔ جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین ۔

گلدستۂ نعت ۔ اشعار فارسی و اردو مولفہ شیخ محمد جمیل الدین احمد ۔

گلدستۂ خندان ۔ کلام موزون منشی منور علی تخلص خندان ۔

شمس فیض ۔ قصائد ولیعہد بہادر والی سورتھہ و فسانۂ خوبانی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر

گلشن فیض ۔ قصائد مدحیہ از شیخ بہاء الدین ۔

خریطۂ سرور ۔ تہنیت نامۂ کتخدائی نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سورتھہ ۔

کلیات و دواین فارسی

کلیات حزین ۔ یہ مجموعۂ نوادر روزگار ہی حسین حیدر عابلی

۱۔ سوانح عمری حضرت مصنف ۔ ۲۔ تواریخ سلاطین
۳۔ قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام ۔ ۴۔ دیوان مصنف
۔ ۵۔ مثنویات صفیر دل و چمن انجمن ۔ ۶۔ مثنویات حزبات
۔ ۷۔ فرہنگ نامہ ۔ ۸۔ تذکرۃ العاشقین ۔
مصنفہ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین ۔

کلیات خاقانی مشتملبر قصائد عربی فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہی جو اس مطبع مین محشی مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہے ۔

کلیات مرزا بیدل ۔ اس کلیات مین چار کتابین ہین ۔ ۱ ۔ دیوان بیدل غزلین سب ردیفون کی ۔ ۲ عناصر بیدل ۔ ۳ ۔ رقعات بیدل ۔ ۴ ۔ نکات بیدل نتیجہ طبع شاعر نازک خیال مرزا عبد القادر بیدل ۔

دیوان بیدل ۔ فقط نقل از نسخہ قلمی محررہ ولایت

کلیات سعدی شیرازی جسمین رسائل ذیل ہین ۔ ۱ ۔ دیباچہ کلیات ۔ ۲ ۔ کریما محشی ۔ ۳ ۔ گلستان ۔ ۴ ۔ بوستان ۔ ۵ ۔ قصائد عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات ۔ ۶ ۔ طیبات و بدائع و خواتیم و غزلیات قدیم و مقطعات و صاحبات و مثنویات و قطعات و رباعیات و مفردات و ہزلیات از نتائج طبع حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رح ۔

کلیات نظم غالب ۔ مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی ۔

انتخاب کلیات عناصر خسرو ۔ اسمین چار دیوان ہین
۔ ۱ ۔ دیوان تحفۃ الصغر ۔ صغر سن کا کلام ہے
۲ ۔ دیوان وسط الحیات ۔ عنوان شباب کا کلام ہے
۳ ۔ دیوان غرۃ الکمال ۔ جو کمال عمر چالیس برس میں تالیف پایا ۔
۴ ۔ دیوان بقیہ نقیہ کلام ہنگام پیری ۔
یہ کلیات ایک انتخاب ہر چار دیوان ز زاد طبع سخنور صاحب کمال ملقب بہ طوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی ہے ۔

کلیات جامی ۔ تصنیف ملا عبد الرحمن جامی ۔

کلیات نظیری نیشاپوری ۔ از خوش فکری ملا نظیری نیشاپوری ۔

کلیات ظہیر فاریابی تصنیف صدر الحکما ابو نصر فاریابی ۔

دیوان ظہیر فاریابی ۔ تصنیف ایضاً ۔

دیوان صائب کامل ۔ از مرزا محمد علی صائب تبریزی

ایضاً ۔ انتخاب دیوان ۔

دیوان حافظ محشی خوشخط از انکشاف طبع روشن صاحب باطن ملقب بلسان الغیب حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی ۔

ایضاً ۔ مطبوعہ جدید خوشخط ۔

شرح دیوان حافظ ۔ باحل معانی و مصطلحات صوفیہ از تصنیفات مولوی سید محمد صادق علی از جانب مطبع

دیوان شمس تبریز مشہور راز روشنی طبع علی مادر زاد محمد بن ملک داد معروف بہ شمس تبریز ۔

دیوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح ۔ کلام پر تاثیر ۔

دیوان حضرت احمد جام ۔ زندہ پیل سر حلقہ عارفان

دیوان خواجہ معین الدین چشتی ۔ دیوان نایاب محض عنایت ایزدی سے اس مطبع کو ملا اور اس کا طبع ہوا ۔

دیوان حضرت غوث الاعظم ۔ پیر دستگیر شیخ محی الدین عبد القادر گیلانی قدس سرہ ۔

دیوان مخفی ۔ استاد اہل زبان کا کلام ہے از جلوۂ طبع مخفی رشتی اور جو نا واقف کلام زیب النسا کہتے ہین وہ نادرست ہی تذکرہ دیکھنے سے ظاہر ہے ۔

دیوان غنی ۔ درسی دیوان مصنفہ ملا محمد طاہر غنی کشمیری

دیوان مہتاب ۔ از سخنور نازک فکر منشی مہتاب رائے شری واستویہ رئیس کٹرہ ۔

دیوان موزون ۔ از خوش فکری عالیجناب راجہ رام نرائن شری واستویہ کھرے ۔

دیوان ناصر علی ۔ شاعر نامور کا کلام ۔